﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۴/ اگست ۱۹۹۸ء شمارہ ۳۳
۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۴/ ظہور ۱۳۷۷ ہجری شمسی

ذکر الٰہی، دعاؤں، باہمی محبت واخوّت اور خدمت کے روحانی ماحول میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

۵۹ ممالک کے سترہ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور پرحکمت نصائح پر مبنی سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زندگی بخش خطابات

موسلادھار بارش کی طرح برسنے والے افضالِ الٰہیہ کا روح پرور تذکرہ

گزشتہ سال میں ۲۵۶۲ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ

عالمی بیعت میں ۹۳ ممالک سے ۲۲۳ قوموں کے ۵۰ لاکھ ۴ ہزار ۵۹۱ افراد کی شمولیت

جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۳۳ واں جلسہ سالانہ ۳۱/ جولائی، یکم اور دو اگست ۱۹۹۸ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ سرے میں اپنی تمام تر بلند روایات کے ساتھ ذکر الٰہی، دعاؤں، باہمی اخوت اور خدمت کے روح پرور ماحول میں بخیر و خوبی انعقاد پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ ۱۸/ جولائی ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کے پروگرام کا دن تھا۔ پروگرام کا آغاز سورۃ الحشر کی آیات ۱۹ تا ۲۵ کی تلاوت سے ہوا۔ جس کے بعد جہاد کے موضوع پر تقریر کی گئی۔ اور قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں جہاد کے اصل معنی اور مقاصد بتائے گئے۔ حضور انور نے بچی کی عمدہ تقریر اور ادائیگی دونوں پر مبارکباد دی۔

اس کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں کے دو گروپس نے "لبیک یا امامنا لبیک یا سیدی" واقفین نو کا نغمہ انوکھے انداز میں سنا کر ایم ٹی اے کے ناظرین کو محظوظ کیا۔

بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ پر ایک تقریر ہوئی جس کے آخر میں سوال و جواب بھی پیش کئے گئے۔

اتوار، ۱۹/ جولائی ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات کا دن تھا۔ سوال و جواب مختصراً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں:

☆......میں اس بات پر پریشان ہوں کہ آج کل کے نوجوان یورپ اور باقی دنیا میں مادہ پرست اور مذہب سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ کی اس بارہ میں کیا رائے اور مشورہ ہے؟ حضور انور نے فرمایا، میں ان بزرگ والدین پر پریشان ہوں جنہوں نے بچوں کو چھوڑ رکھا ہے کیونکہ بچے جانتے ہیں کہ ہمارے والدین کیسے ہیں۔ اس لئے میرا فکر بڑی Generation کی بے راہ روی کے متعلق ہے۔

☆......چودہ سو سال قبل اسلام میں عورت کو حقوق دیئے گئے تھے۔ حضور کی رائے میں یہ کس طرح ثابت کیا جا سکتا ہے کہ عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر ہیں؟ حضور انور نے جواب میں فرمایا کہ عورتوں کی آزادی نہ تو

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ مہمان کی عزت کرے

(جلسہ سالانہ برطانیہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کے حوالے سے مہمانوں کے حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق نہایت اہم نصائح)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴/ جولائی ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۴/ جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الذاریات کی آیات ۲۵ تا ۲۷ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ چونکہ اب میزبانی اور مہمانی کے دن آنے والے ہیں اس لئے ان آیات کو خطبہ کا عنوان بنایا ہے۔ حضور نے ان آیات کریمہ میں مذکور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میزبانی کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لئے اسے عنوان بنایا ہے کہ اس ابراہیمی سنت کا تذکرہ کر کے جماعت سے توقع کروں کہ وہ اسے زندہ کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے متعلق فرمایا کہ جو مہمان آنے والے ہیں یہ بہت معزز مہمان ہیں کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور آپ سے وہی توقع کی جاتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مہمانوں کے متعلق رویہ اختیار فرمایا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے مہمان نوازی سے متعلق احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے مہمانوں کی تکریم اور مہمانوازی سے متعلق دیگر ارشادات نبوی پیش کرتے ہوئے میزبان اور مہمان کے باہمی تعلق اور حقوق و ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ جماعتی انتظام کے تحت مختلف

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

ہمارا اشاعت دین کا کام اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر پوری طرح احتیاط کے ساتھ کاربند رہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱/ جولائی ۱۹۹۸ء)

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ (۳۱/ جولائی):۔ آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اسلام آباد ٹلفورڈ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۸ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مومن بندوں سے جو نیک اعمال بجالائے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں گے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ انہیں ان کے بہترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت کے تتبع میں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے ذریعہ آپ کو کچھ نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

حضور نے آنحضرت ﷺ کی وہ احادیث پیش فرمائیں جن میں لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے اور خوشی کی باتیں سنانے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور سختی سے پیش آنے اور نفرت پھیلانے سے باز رہنے کی تعلیم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سختی سے پیش آنا یا سختی کی تعلیم دینا اسلام کے منافی ہے۔ ہمارا اشاعت دین کا کام اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ان نصائح پر پوری طرح احتیاط کے ساتھ کاربند رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو بکثرت ایسی نصیحتیں کی جاتی ہیں کہ سب دنیا کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھالیں اور جس حد تک توفیق ملے ان کی خدمت انجام دیں۔ اسلئے اس خدمت کے انجام دینے کا طریق بتلانا بھی ضروری ہے۔ کہ ایسی خدمت انجام دیں جس سے وہ نہ تھکیں، نہ ماندہ ہوں اور کسی وقت تھک کر چھوڑ نہ

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ اول

ایک مرکزی جلسہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، دنیا کے تمام براعظموں سے نمائندگان نے شمولیت کی اور اپنے محبوب امام سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ کے خطبات و فرمودات سے براہ راست فیضیاب ہوئے۔

جلسہ کے ایام میں پنجگانہ نمازوں کے التزام کے علاوہ خصوصیت سے باجماعت نماز تہجد اور درس و تدریس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ حسب سابق جلسہ کے آخری روز غیر مسلموں کے ساتھ انگریزی زبان میں ایک دلچسپ مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے حاضرین کے سوالات کے جواب ارشاد فرمائے۔

عالمی بیعت کی تقریب بھی گزشتہ چند سال سے جلسہ سالانہ کا ایک خاص پروگرام ہے جس میں دوران سال جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کی نمائندگی میں مرکزی طور پر اکٹھی بیعت لی جاتی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں ایم ٹی اے کے توسط سے نومبایعین بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اور بیک وقت اپنی اپنی زبانوں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی اقتداء میں بیعت کے الفاظ دہراتے ہیں۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ ۵۰ لاکھ سے زائد افراد نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۹۳ء سے جب کہ پہلی مرتبہ عالمی بیعت کے سلسلہ کا آغاز ہوا اب تک مجموعی طور پر ایک کروڑ سے زائد افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالمی بیعت کا یہ نظارہ نہایت ہی وجد آفرین ہوتا ہے۔ عالمی بیعت کے بعد تمام افراد نے سجدہ شکر کیا اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں پر اس کی حمد اور تسبیح کی۔

جلسہ کے تمام پروگراموں میں سب سے اہم اور مرکزی حیثیت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطابات اور آپ سے ملاقات کے پروگراموں کو حاصل ہوتی ہے۔ ہزاروں افراد نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور ایدہ اللہ نے اس جلسہ میں خطبہ جمعہ کے علاوہ چار خطابات ارشاد فرمائے جن میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی تائید و نصرت کے نہایت دلچسپ ایمان افروز واقعات کے علاوہ احمدی خواتین کی تبلیغی و تربیتی میدان میں عظیم خدمات اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا نہایت ہی دلنشین اور پر اثر ذکر شامل تھا۔

جلسہ سے کئی ماہ قبل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے سینکڑوں رضاکار خدام، اطفال اور انصار نے وقار عمل کے ذریعہ بڑی محنت سے بیسیوں گھنٹے صرف کر کے جلسہ کی تیاری اور اسلام آباد کی تزئین و آرائش اور دیگر انتظامات کی خدمت انجام دی۔ اسی طرح دوران جلسہ مختلف شعبہ جات میں بڑے ولولہ اور جوش اور اخلاص کے ساتھ مفوضہ فرائض کو ادا کیا۔

جلسہ سے ایک روز قبل انٹرنیشنل تبلیغی سیمینار بھی منعقد ہوا جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے نمائندگان نے شرکت کی اور اپنے تجربات اور ایمان افروز واقعات پیش کئے۔

جلسہ میں مختلف ممالک کے مندوبین کے علاوہ مقامی اور ملکی سطح کے بعض سرکاری نمائندگان نے بھی خطاب کیا اور جلسہ کے عمدہ انتظامات، پرامن برادرانہ ماحول اور جماعت احمدیہ کے نظم و ضبط اور خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اسی طرح برطانیہ کے وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر کے علاوہ بعض دیگر ممالک کے سربراہان کے جلسہ کے لئے بھجوائے گئے خصوصی پیغامات بھی پڑھ کر سنائے گئے۔

جلسہ سے اگلے روز عالمی شوریٰ بھی منعقد ہوئی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطابات کا خلاصہ اور دیگر پروگراموں کی مختصر رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ شماروں میں پیش کی جائے گی۔ (انشاء اللہ)

خدا سے چاہئے ہے لَو لگانی | کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وُہی ہے راحت و آرام دِل کا | اُسی سے روح کو ہے شادمانی
وُہی ہے چارۂ آلامِ ظاہر | وہی تسکین دہِ دردِ نہانی
سپَر بنتا ہے وہ ہر ناتواں کا | وہی کرتا ہے ان کی پاسبانی
بچاتا ہے ہر اک آفت سے ان کو | ٹلاتا ہے بلائے ناگہانی
جِسے اُس پاک سے رشتہ نہیں ہے | زمینی ہے، نہیں وہ آسمانی
اسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا | کھُلا ہے ہم پہ سب رازِ نہانی

خدانے دی ہے ہم کو کامرانی
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی

ہمارے گھر میں اُس نے بھر دیا نور | ہر اِک ظلمت کو ہم سے کر دیا دُور
ملایا خاک میں سب دشمنوں کو | کیا ہر مرحلہ میں ہم کو منصور
حقیقت کھول دی اُن پر ہماری | مگر تاریکیٔ دل سے ہیں مجبور
ہماری فتح و نصرت دیکھ کر وہ | غم و رنج و مصیبت سے ہوئے چور
ہماری رات بھی ہے نُور افشاں | ہماری صبح خوش ہے شام مسرور
خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا | جو موسیٰ کو دکھایا تھا سرِ طور
ملے ہم کو وہ استاد و خلیفہ | کہ سارے کہہ اٹھے نورٌ علیٰ نُور

خدانے دی ہے ہم کو کامرانی
فسبحان الذی اوفیٰ الامانی

(درثمین)

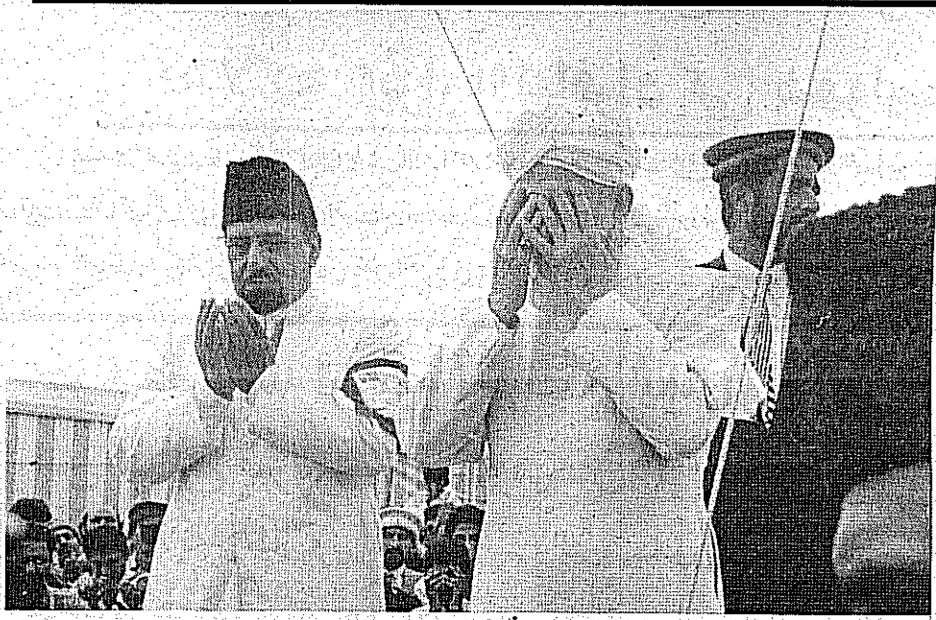

جماعت احمدیہ برطانیہ کے
۳۳ویں جلسہ سالانہ کے بعض مناظر

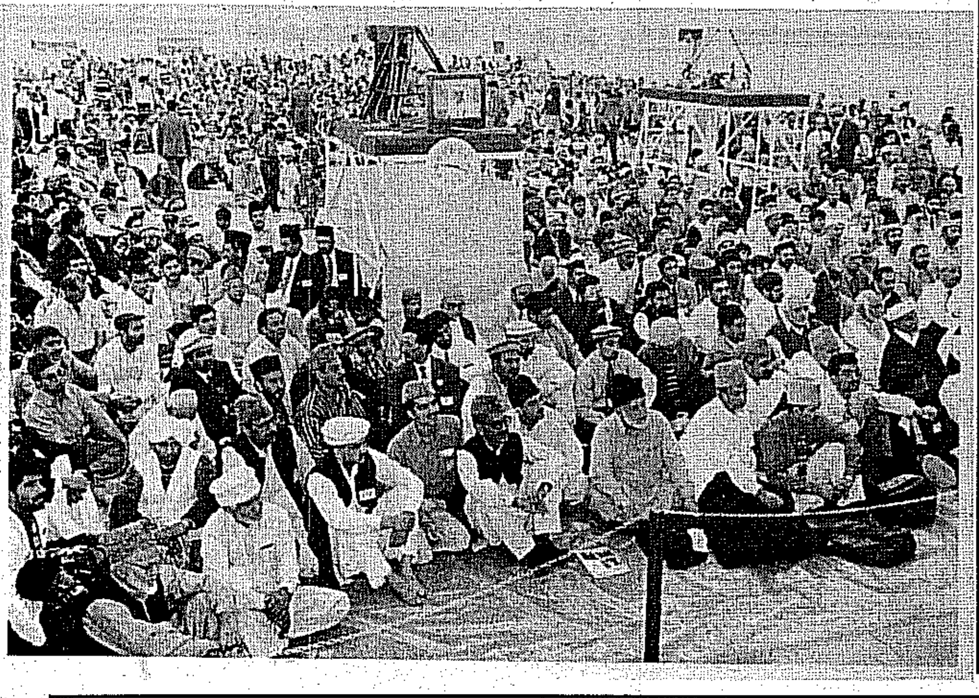

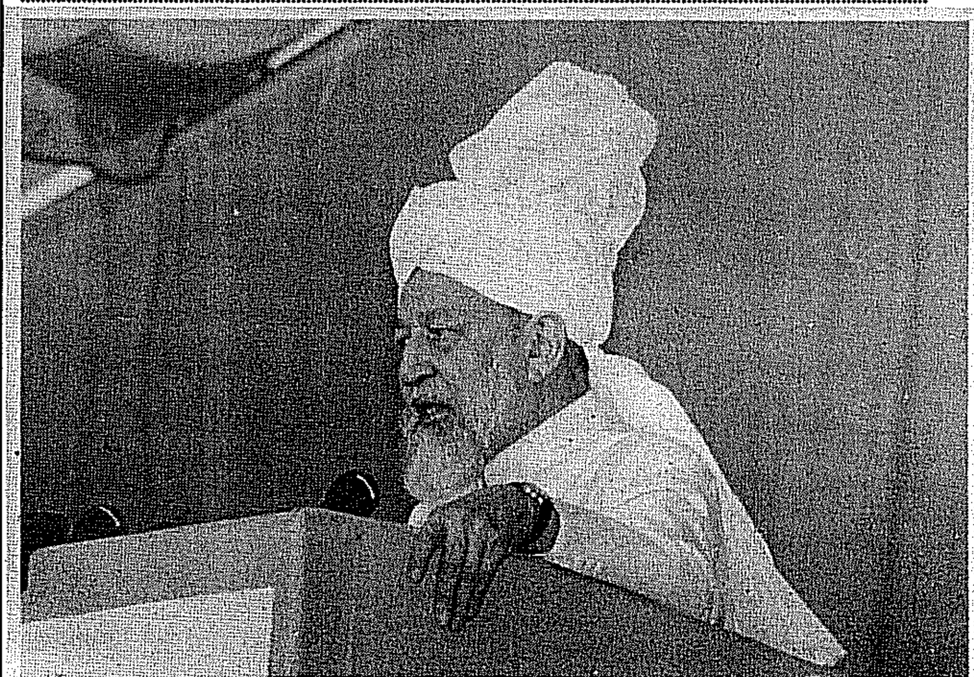

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

اِکرامِ ضیف

از قلم: حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ

(دوسری قسط)

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی ابونصر آہ مرحوم کا واقعہ

مولوی ابوالکلام آزاد (جو آج کل مسلمانوں کے سیاسی لیڈروں میں مشہور ہیں) کے بڑے بھائی مولوی ابونصر آہ مرحوم ۳/ مئی ۱۹۰۵ء کو قادیان تشریف لائے تھے اور اخلاص و محبت سے آئے تھے۔ حضرت اقدس نے ان سے خطاب کر کے ایک مختصر سی تقریر کی تھی۔ انہوں نے قادیان سے جانے کے بعد امرتسر کے اخبار وکیل میں اپنے سفر قادیان کا حال شائع کیا تھا۔

اگرچہ اس میں بعض دوسری باتوں کا بھی ذکر ہے اور اگر میں صرف اس حصہ کو یہاں درج کر دیتا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی پر روشنی ڈالتا ہے تو اس بات کے موضوع کے لحاظ سے مناسب تھا مگر اس مضمون کے ناتمام چھاپنے سے وہ اثر جو بھیئت مجموعی پڑتا ہے کم ہو جاتا ہے اس لئے میں ان خیالات کو پورا درج کر دیتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:

"میں نے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی، مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میرے منہ میں حرارت کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تھے اور میں شور غذائیں کھا نہیں سکتا تھا۔ مرزا صاحب نے (جب کہ دفعتاً گھر سے باہر تشریف لے آئے تھے) دودھ اور پاؤ روٹی تجویز فرمائی"۔

"آج کل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ (جو خود ان ہی کی ملکیت ہے) میں قیام پذیر ہیں۔ بزرگان ملت بھی وہیں ہیں۔ قادیان کی آبادی قریباً تین ہزار آدمیوں کی ہے۔ مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی میں صرف ایک ہی عمارت ہے۔ راستے کچے اور ناہموار ہیں بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان تک آتی ہے۔ یکہ میں مجھے جس قدر تکلیف ہوئی تھی نواب صاحب کے رتھ نے لوٹنے کے وقت نصف کی تخفیف کر دی"۔

"اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھ میل تو کیا آٹھ قدم بھی میں آگے نہ بڑھ سکتا"۔

اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا۔ اور مولانا حاجی حکیم نورالدین صاحب جن کے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے اور مولانا عبدالکریم صاحب جن کی تقریر کی پنجاب میں دھوم ہے۔ مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جن کی تحریروں سے کتنے انگریز یورپ میں مسلمان ہو گئے ہیں۔ جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو مرزا صاحب کے خسر ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی، ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز، مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم۔ جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ پرلے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے۔ افسوس کہ مجھے اور اشخاص کا نام یاد نہیں ورنہ میں ان کی مہربانیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا۔ مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز۔ مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا اور بردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہیں رنگ گورا ہے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں۔ جسم مضبوط اور محنتی ہے سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندھتے ہیں۔ سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے۔ عمر قریباً چھیاسٹھ سال کی ہے"۔

"مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے جن کی ارادت بڑے پایہ کی تھی۔ اور بے حد عقیدت مند تھے"۔

"مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقعہ دیا۔ "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں"۔ (اس وقت کا تبسم ناک چہرہ اب تک میری آنکھوں میں ہے)۔

"میں جس شوق کو لے کر گیا تھا ساتھ لایا۔ اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھا ہے حَسِّنْ خُلُقَكَ وَلَوْ مَعَ الْكُفَّارِ...... میں نے اور کیا دیکھا بہت کچھ دیکھا مگر قلم بند کرنے کا موقع نہیں سٹیشن جانے کا وقت سر پر آچلا ہے پھر کبھی بتاؤں گا کہ میں نے کیا دیکھا۔ راقم آہ دہلوی"۔ (الحکم ۲۴/ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

افسوس ہے کہ مولانا ابونصر آہ کو موت نے فرصت نہ دی ورنہ وہ دوبارہ قادیان میں آتے اور ضرور آتے اور جو وعدہ کر کے یہاں سے گئے تھے اسے پورا کرتے۔ سلسلہ کے لئے ایک محبت اور اخلاص کی آگ ان کے سینہ میں سلگ چکی تھی اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے اس اخلاص کا نیک بدلہ انہیں دے گا۔ مولانا ابونصر کی یہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق کا ایک مختصر سا مرقع ہے۔

خاکسار مؤلف کا اپنا واقعہ

میں پہلی مرتبہ ۱۸۹۳ء کے مارچ مہینے کے اواخر میں قادیان آیا۔ راستہ سے ناواقف تھا اور بٹالہ گاڑی شام کے قریب آتی تھی۔ دن تھوڑا سا باقی تھا۔ میرے پاس کچھ سامان سبزی وغیرہ قسم کا تھا۔ مجھے یکہ کوئی نہ ملا۔ میں نے ایک مزدور جو بٹالہ میں جوتوں کی مرمت کیا کرتا تھا ساتھ لیا۔ وہ بڈھا آدمی تھا اور اس کا گھر دوانی وال تھا۔ راستہ میں جب وہ اپنے گاؤں کے قریب پہنچا تو اس نے کہا کہ میں گھر سے ہو آؤں اور گھر والوں کو اطلاع دے آؤں کہ قادیان جاتا ہوں۔ اسے گھر میں اچھی خاصی دیر ہو گئی اور آفتاب غروب ہو گیا۔ میں نے بٹالہ میں راستہ کی کچھ تفصیلات معلوم کی تھیں کہ نہر آئے گی اس سے آگے ایک چھوٹی سے پُلی آئے گی وہاں سے قادیان کو راستہ جاتا ہے۔ رات اندھیری تھی ہم دونوں چلے آئے مگر وہ بھی راستہ سے پورا واقف نہ تھا۔ نہر پہنچے تو چونکہ نہر بند تھی ہمیں کچھ معلوم نہ ہوا کہ نہر آگئی ہے اور اس لئے آگے جو نشان بتایا گیا تھا اس کا بھی پتہ نہ لگا۔ اور ہم ہرچووال کی نہر پر جا پہنچے مگر سفر کی طوالت وقت کے زیادہ گزرنے سے معلوم ہوئی تھی گو شوق کی وجہ سے کچھ تکان نہ تھی۔ میں نے اس بڈھے مزدور سے کہا کہ تم کہتے تھے میں راستہ سے واقف ہوں اور ہم کو بٹالہ سے چلے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا ابھی تک وہ موڑ نہیں آتا یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کچھ پتہ نہیں۔ الغرض جب ہم ہرچووال پہنچے تو جا کر معلوم ہوا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ اتفاقاً وہاں ایک آدمی مل گیا اور اس نے ہم کو ہماری غلطی پر آگاہ کیا۔ اور ہم واپس ہوئے اور لیل کلاں کے قریب آکر پھر بھولے مگر اس وقت دو تین آدمی لیل سے باہر نکل کر باہر جا رہے تھے کہ انہوں نے ہم کو سیدھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس پریشانی میں اس رفیق سفر پر بہت غصہ آتا تھا مگر اس کا نتیجہ کچھ نہ تھا۔ آخر اس راستہ پر جو لیل سے قادیان کو آتا ہے ہم قادیان کے باغ کے قریب پہنچے۔ باغ کے پاس آئے تو آگے پانی تھا۔ باغ کی طرف سے ہم نے آواز دی تو ایک شخص نے کہا چلے آؤ پانی پایاب ہے۔ غرض وہاں سے گزر کر مہمان خانہ پہنچے۔ رمضان کا آغاز تھا اور لوگ اس وقت اٹھ رہے تھے مہمان خانہ کی کائنات صرف دو کوٹھریاں ایک دالان تھا جو مطب والا ہے۔ باقی موجودہ مہمان خانہ تک پلیٹ فارم ہی تھا۔ حضرت حافظ حامد علی مرحوم کو خبر ہوئی کہ کوئی مہمان آیا ہے۔ اس وقت مہمان خانہ کے مہتمم کہو، داروغہ کہو، خادم سمجھو سب کچھ وہی تھے۔ میرے وہ واقف و آشنا تھے۔ جب وہ آکر ملے تو محبت اور پیار سے انہوں نے مصافحہ اور معانقہ کیا اور حیرت سے پوچھا کہ اس وقت کہاں سے۔ میں نے جب واقعات بیان کئے تو بیچارے بہت حیران ہوئے۔ میں نے وہ سبزی وغیرہ ان کے حوالے کی وہ لے کر اسی وقت اندر گئے۔ اور حضرت صاحب کو اطلاع کی۔ میرا خیال ہے کہ تین بجے کے قریب قریب وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسی وقت مجھے گول کمرہ میں بلا لیا۔ اور وہاں پہنچنے تک پر تکلف کھانا بھی موجود تھا۔ میں اس ساعت کو اپنی عمر میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ کس محبت اور شفقت سے بار بار فرماتے تھے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ میں عرض کرتا رہا نہیں حضور تکلیف تو کوئی نہیں ہوئی معلوم بھی نہیں ہوا۔ مگر آپ بار بار فرماتے ہیں راستہ بھول جانے کی پریشانی بہت ہوتی ہے۔ اور کھانا کھانے کے لئے تاکید فرمانے لگے۔ مجھے شرم آتی تھی کہ آپ کے حضور کس طرح کھاؤں میں نے تامل کیا مگر آپ نے خود اپنے دست مبارک سے کھانا آگے کر کے فرمایا کہ کھاؤ، بہت بھوک لگی ہوگی۔ سفر میں تکان ہو جاتا ہے۔ آخر میں نے کھانا شروع کیا تو پھر فرمانے لگے کہ خوب سیر ہو کر کھاؤ شرم نہ کرو۔ سفر کر کے آئے ہو۔

حضرت حامد علی صاحب بھی پاس ہی بیٹھے تھے اور آپ بھی تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ حضور آپ آرام فرمائیں میں اب کھا لوں گا۔ حضرت اقدس نے اس وقت محسوس کیا کہ میں آپ کی موجودگی میں تکلف نہ کروں۔ فرمایا "اچھا حامد علی تم اچھی طرح سے کھلاؤ اور یہاں ہی ان کے لئے بستر بچھا دو تا کہ یہ آرام کر لیں اور اچھی طرح سے سو جائیں"۔ آپ تشریف لے گئے مگر تھوڑی دیر بعد ایک بسترا لئے ہوئے پھر تشریف لے آئے۔ میری حالت اس وقت عجیب تھی ایک طرف تو میں آپ کے اس سلوک پر نادم ہو رہا تھا کہ ایک واجب الاحترام ہستی اپنے ادنیٰ غلام کے لئے کس مدارات میں مصروف ہے۔ میں نے عذر کیا کہ حضور کیوں تکلیف فرمائی۔ فرمایا "نہیں نہیں تکلیف کس بات کی آپ کو آج بہت تکلیف ہوئی ہے اچھی طرح آرام کرو"۔

غرض آپ بسترا رکھ کر تشریف لے گئے اور حافظ حامد علی صاحب میرے پاس بیٹھے رہے۔ انہوں نے محبت سے کھانا کھلایا اور بسترا بچھا دیا۔ میں لیٹ گیا تو مرحوم حافظ حامد علی نے میری چاپی کرنی چاہی تو میں نے بہت ہی عذر کیا تو وہ رکے مگر مجھے کہا کہ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ ذرا دبا دینا بہت تھکے ہونگے۔ ان کی یہ بات سنتے ہی میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل گئے کہ اللہ! اللہ! کس شفقت اور محبت کے جذبات اس دل میں ہیں۔ اپنے خادموں کے لئے وہ کس درد کا احساس رکھتا ہے۔ فجر کی نماز کے بعد جب آپ تشریف فرما ہوئے تو پھر دریافت فرمایا کہ نیند اچھی طرح آگئی تھی۔ اب تکان تو نہیں۔ غرض اس طرح پر اظہار شفقت فرمایا کہ مجھے مدت العمر یہ لطف اور سرور نہ بھولے گا۔ میں چند روز تک رہا اور ہر روز آپ کے لطف و کرم کو زیادہ محسوس کرتا تھا۔ جانے کے لئے اجازت چاہی تو فرمایا نوکری پر تو جانا نہیں اور دو چار روز رہو میں پھر ٹھہر گیا۔ آخر آپ کی محبت و کرم فرمائی کے جذبات کا ایک خاص اثر لے کر گیا اور وہ کشش تھی کہ مجھے ملازمت چھڑا کر یہاں لائی اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا کہ مجھے اس آستانہ پر دھونی رما کر بیٹھ جانے کی توفیق

عطا فرمائی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

میں نے مختصراً اس واقعہ کو صاف اور سادہ الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ میں اس وقت ایک غریب طالب علم تھا اور کسی حیثیت سے کوئی معروف درجہ نہ رکھتا تھا۔ مگر حضرت اقدس کی مہمان نوازی اور وسعت اخلاق سب کے لئے یکساں تھی۔ وہ ہر آنے والے کو سمجھتے تھے کہ یہ خدا کے مہمان ہیں۔ ان کی آسائش، تالیف قلوب اور ہمدردی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتے تھے آپ کی پیاری پیاری باتوں اور آرام دہ برتاؤ کو دیکھ کر گھر بھی بھول جاتا تھا۔ ہر ملاقات میں پہلے سے زیادہ محبت اور شفقت کا اظہار پایا جاتا تھا۔ اور مخفی طور پر خادم مہمان خانہ کو ہدایت ہوتی تھی کہ مہمانوں کے آرام کے لئے ہر طرح خیال رکھو۔ اور براہ راست انتظام اپنے ہاتھ میں اس لئے رکھا تھا کہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

میاں رحمت اللہ باغانوالہ کا واقعہ

میاں رحمت اللہ باغانوالہ سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خادموں میں سے ہیں اور بنگہ کی جماعت میں ان کے بعد خدا تعالیٰ نے بڑی برکت اور ترقی بخشی۔ ۱۹۰۵ء میں جبکہ حضرت اقدس باغ میں تشریف فرما تھے۔ میاں رحمت اللہ قادیان آئے ہوئے تھے اور وہ مہمان خانہ میں حسب معمول ٹھہرے ہوئے تھے۔ میاں نجم الدین مرحوم لنگر خانہ کے داروغہ اور مہتمم تھے۔ ان کی طبیعت کسی قدر اکھڑ سی واقع ہوئی تھی۔ اگرچہ اخلاص میں وہ کسی سے کم نہ تھے۔ اور سلسلہ کی خدمت اور مہمانوں کے آرام کا اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق بہت خیال رکھتے تھے۔ اور مجتہدانہ طبیعت پائی تھی۔ میاں رحمت اللہ صاحب نے کچھ تکلف سے کام لیا۔ روٹی کچی ملی اور وہ بیمار ہو گئے۔ مجھ کو خبر ہوئی میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو بتایا کہ روٹی کچی تھی۔ اور تنور کی روٹی عام طور پر کھانے کی عادت نہیں مجھ ان کی تکلیف کا احساس ہوا۔ میری طبیعت بے دھڑک سی واقعہ ہوئی ہے۔ میں سیدھا حضرت صاحب کے پاس گیا۔ اطلاع ہونے پر آپ فوراً تشریف لے آئے۔ اور باغ کی اس روش پر جو مکان کے سامنے ہے ٹہلنے لگے۔ اور دریافت فرمایا کہ میاں یعقوب علی کیا بات ہے؟ میں نے واقعہ عرض کر کے کہا کہ حضور! یا تو مہمانوں کو سب لوگوں پر تقسیم کر دیا کرو اور یا پھر انتظام ہو کہ تکلیف نہ ہو۔ میں آج سمجھتا ہوں اور اس احساس سے میرا دل بیٹھنے لگتا ہے۔ کہ میں نے خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کے حضور اس رنگ میں کیوں عرض کی؟ مگر اس رحم و کرم کے پیکر نے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی کہ میں نے کس رنگ میں بات کی ہے فرمایا، "آپ نے بہت ہی اچھا کیا کہ مجھ کو خبر دی میں ابھی گھر سے چپاتیاں پکوانے کا انتظام کر دوں گا۔ اور میاں نجم الدین کو بھی تاکید کرتا ہوں اسے بلا کر میرے پاس لاؤ۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ اگر کسی مہمان کو تکلیف ہو تو فوراً مجھے بتاؤ۔ لنگر خانہ والے نہیں بتاتے اور ان کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میاں رحمت اللہ کہاں ہیں؟ وہ زیادہ بیمار تو نہیں ہو گئے اگر وہ آ سکتے ہیں تو ان کو بھی یہاں لے آؤ۔

میں نے واپس آ کر میاں رحمت اللہ صاحب سے ذکر کیا۔ وہ بیچارے بہت محجوب ہوئے کہ آپ نے کیوں حضرت کو تکلیف دی۔ میری طبیعت اب اچھی ہے۔ خیر میں ان کو حضرت کے پاس لے گیا اور میاں نجم الدین صاحب کی بھی حاضری ہوئی۔ حضرت نے میاں رحمت اللہ صاحب سے بہت عذر کیا کہ بڑی غلطی ہو گئی۔ آپ کو تکلف نہیں کرنا چاہئے تھے۔ میں باغ میں تھا ورنہ تکلیف نہ ہوتی۔ اب انشاء اللہ انتظام ہو گیا ہے۔ جس قدر حضرت عذر اور دلجوئی کریں میں اور میاں رحمت اللہ اندر ہی اندر نادم ہوں اور پھر جتنے دن وہ رہے حضرت نے روزانہ مجھ سے دریافت فرمایا کہ تکلیف تو نہیں۔ میاں نجم الدین صاحب کو بھی بہت تاکید اور وعظ فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کے مہمان ہیں یہ خدا کے لئے آتے ہیں اور گھروں کا آرام چھوڑ کر آتے ہیں۔ اگر ان کی صحت ہی درست نہ رہے تو یہ اس غرض کو کیونکر حاصل کر سکیں گے جس کے لئے یہاں آتے ہیں۔ بہت کچھ ان کو سمجھایا اور وہ اپنے طریق کے موافق عذر کرتے رہے۔

میرا مطلب اس سے یہ دکھانا ہے کہ اگر کسی مہمان کو ذرا سی بھی تکلیف ہو تو آپ فوراً بے قرار ہو جاتے تھے اور جب تک اس کو اطمینان اور آرام کی حالت میں نہ دیکھ لیں آپ صبر نہ کرتے تھے۔

مہمان نوازی پر اجمالی نظر

آپ کی مہمان نوازی کے واقعات اور مثالیں اس کثرت سے ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جاوے تو بجائے خود ایک مستقل کتاب ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ جس کو توفیق دے گا وہ اس خصوص میں ایسا ذخیرہ جمع کر دیگا۔

آپ کی عام خصوصیات مہمان نوازی میں یہ تھیں کہ:

(۱)...... آپ مہمان کے آنے سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ مہمان کو ہر ممکن آرام پہنچے۔ اور آپ نے خدام لنگر خانہ کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ فوراً آپ کو اطلاع دی جائے۔ اور یہ بھی ہدایت تھی کہ جس ملک اور مذاق کا مہمان ہو اس کے کھانے پینے کے لئے اسی قسم کا کھانا تیار کیا جاوے۔ مثلاً اگر کوئی مدراسی، بنگالی یا کشمیری آ گیا ہے تو ان کے لئے چاول تیار ہوتے تھے۔ ایسے موقعہ پر فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان کی صحت ہی درست نہ رہی تو وہ دین کیا سیکھیں گے۔

ایک مرتبہ سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن حیدر آباد سے ایک جماعت لے کر آئے۔ سید صاحب ان ایام میں ایک خاص جوش اور اخلاص رکھتے تھے۔ حیدر آبادی لوگ عموماً ترش سالن کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ آپ نے خاص طور پر حکم دیا کہ ان کے لئے مختلف قسم کے کھٹے سالن تیار ہوا کریں تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا ہی سیٹھ اسماعیل آدم بمبئی سے آئے تو ان کے لئے بلاناغہ دونوں وقت پلاؤ اور مختلف قسم کے چاول تیار ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ عموماً چاول کھانے کے عادی تھے۔ مخدومی حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ بھی ان ایام میں قادیان میں ہی تھے۔ غرض آپ اس امر کا التزام کیا کرتے تھے کہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف کھانے پینے میں نہ ہو۔

(۲)...... یہ امر بھی آپ کی مہمان نوازی کے عام اصولوں میں داخل تھا کہ جس وقت کوئی مہمان آتا تھا اسی وقت اس کے لئے موسم کے لحاظ سے چاء لسی یا شربت مہیا کرتے۔ اور اس کے بعد کھانے کا فوری انتظام ہوتا تھا اور اگر جلد تیار نہ ہو سکتا ہو یا موجود نہ ہو تو دودھ ڈبل روٹی یا اور نرم غذا فواکہات غرض کچھ نہ کچھ فوراً موجود کیا جاتا۔ اور اس کے لئے کوئی انتظار آپ روا نہ رکھتے۔ بعض اوقات دریافت فرما لیتے اور بعض اوقات کھانا ہی موجود کرتے۔ ایسے واقعات ایک دو نہیں سینکڑوں سے گزر کر ہزاروں تک ان کا نمبر پہنچتا ہے۔

جناب قاضی امیر حسین صاحب بھیروی جو عرصہ دراز سے ہجرت کر کے قادیان بیٹھے ہوئے تھے ایک زمانہ میں امرتسر کے مدرسۃ المسلمین میں ملازم تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امرتسر سے قادیان میں آیا اور حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ آپ فوراً تشریف لائے اور شیخ حامد علی صاحب کو بلا کر حکم دیا کہ قاضی صاحب کے لئے جلد چائے لاؤ۔ یہ ایک واقعہ نہیں علی العموم ایسا ہی ہوتا تھا۔

(۳)...... آپ کی مہمان نوازی کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ آپ مہمان کے جلدی واپس جانے سے خوش نہ ہوتے تھے بلکہ آپ کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ وہ زیادہ دیر تک رہے۔ تاکہ پورے طور پر اس کے سفر کا مقصد پورا ہو اور آپ کی دعوت کی تبلیغ ہو سکے۔ اس لئے جلد اجازت نہ دیتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی کچھ دن اور رہو آپ کے جو پرانے خدام ہوتے تھے ان کے ساتھ خصوصیت سے یہی برتاؤ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی یہاں آئے وہ ان دنوں میں مجسٹریٹ کے ریڈر تھے وہ ایک دو دن کے لئے یونہی موقع نکال کر آئے تھے مگر جب اجازت مانگیں تو یہی ہوتا رہا کہ چلے جانا ابھی کون سی جلدی ہے اور اس طرح پر ان کو ایک لمبا عرصہ یہاں ہی رکھا۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ دل سے یہی چاہتے تھے کہ احباب زیادہ دیر تک ٹھہریں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ حضرت کی اس سیرت سے کہ بہت چاہتے ہیں کہ لوگ ان کے پاس رہیں۔ یہ نتیجہ نکالا کرتا ہوں کہ یہ آپ کی صداقت کی بڑی بھاری دلیل ہے اور آپ کی روح کو کامل شعور ہے کہ آپ منجانب اللہ اور راست باز ہیں۔ جھوٹا آدمی ایک دن میں گھبرا جاتا ہے اور وہ دوسروں کو دھکے دے کر نکالتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا پول کھل جائے۔

(۴)...... آپ کی مہمان نوازی کی چوتھی خصوصیت یہ تھی کہ مہمان کے ساتھ تکلف کا برتاؤ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آپ اس سے بالکل بے تکلفانہ برتاؤ کرتے تھے۔ اور وہ یقین کرتا تھا کہ وہ اپنے عزیزوں اور غمگسار دوستوں میں ہے۔ اور اس طرح پر وہ تکلف کی تکلیف سے آزاد ہو جاتا تھا۔ حضرت خلیفہ نورالدین صاحب آف جموں (جو حضرت اقدس کے پرانے مخلصین میں سے ہیں اور جنہوں نے بعض اوقات سلسلہ کی خاص خدمات کی ہیں جیسے قبر مسیح کی تحقیقات کے لئے انہوں نے کشمیر کا سفر کیا اور اپنے خرچ پر ایک عرصہ تک وہاں رہ کر تمام حالات کو دریافت کیا)۔ بیان کرتے ہیں کہ جن ایام میں حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نواب صاحب کی درخواست پر مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تھے میں قادیان آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول تھا کہ مجھے دونوں وقت کھانے کے لئے اوپر بلا لیتے اور میں اور آپ دونوں ہی مل کر کھانا کھاتے۔ اور بعض اوقات گھنٹہ گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہتے اور انوسینٹ ریکری ایشن (تفریح بے ضرر) بھی ہوتی رہتی۔ ایک دن ایک چاء دانی چائے سے بھری ہوئی اٹھا لائے۔ اور فرمایا کہ خلیفہ صاحب یہ تم نے پینی ہے یا میں نے۔ خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا ہمارے گھر والوں پر حرام ہے اس سے اور بھی تعجب خلیفہ صاحب کو ہوا۔ ان کو متعجب پایا تو فرمایا یہ حرام طبی ہے شرعی نہیں۔ ان کی طبیعت اچھی نہیں اور چائے ان کے لئے مضر ہے۔ غرض یہ بظاہر ایک لطیفہ سمجھا جا سکتا ہے مگر آپ کی غرض اس واقعہ سے یہ بھی تھی کہ خلیفہ صاحب خوب سیر ہو کر پئیں کیونکہ گھر میں تو کسی نے چائے پینی نہ تھی اور حضرت کو یہ خیال تھا کہ خلیفہ صاحب بوجہ کشمیر میں رہنے کے چائے کے عادی سمجھے جا سکتے ہیں اور چائے بہت پیتے ہونگے۔ اس لئے آپ ان کی خاطر داری کے لئے بہت سی چائے بنوا کر لائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ تم نے اور میں نے ہی پینی ہے تاکہ ایک قسم کی مساوات کے خیال سے ان کو تکلف نہ رہے غرض مہمانوں میں کھانے پینے اور اپنی ضروریات کے متعلق بے تکلفی پیدا کر دیتے تھے تاکہ وہ اپنا گھر سمجھ کر آزادی اور آرام سے کھا پی لیں۔

اسی بے تکلفی پیدا کرنے کے لئے کبھی کبھی شہتوت بیدانہ کے ایام میں باغ میں جا کر ٹوکرے بھروا کر منگواتے اور مہمانوں کو ساتھ لے کر خود بھی انہی ٹوکروں میں سے سب کے ساتھ کھاتے۔ آہ! وہ ایام کیا مبارک اور پیارے تھے۔ ان کی یاد آتی ہے تو تڑپا جاتی ہے۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

سفر میں بھی جب کبھی ہوتے تو اپنے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے۔ جن ایام میں گورداسپور مقدمہ کی پیروی کے لئے گئے ہوئے تھے احباب کو معلوم ہے کہ کس طرح پر مہمانوں کی خاطر مدارات کا خیال رکھا جاتا تھا۔ آموں کے موسم میں آموں کے ٹوکرے منگوا کر اپنے خدام کے سامنے رکھتے۔

ایک مرتبہ خواجہ صاحب کے لئے آموں کا ایک بار خر خریدا گیا۔ احباب مذاق کرتے تھے کہ خواجہ صاحب آموں کا گدھا کھا گئے۔ خواجہ صاحب کو کھانے پینے کا بہت شوق تھا اور حضرت اقدس ان کے احساسات

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر برکت دے

جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶؍جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۶؍جون ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمان واشنگٹن (امریکہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿الٓمّٓ ذٰلِكَ الكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنْفِقُونَ﴾

سورۃ البقرہ کی یہ پہلی آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اسی تعلق میں بعد میں آنے والی بعض آیات کی بھی تلاوت کروں گا تاکہ ان دو مضامین کو جو بظاہر الگ الگ ہیں اکٹھا باندھ دوں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَ مَا يَخدَعُونَ اِلاَّ اَنْفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ. فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰه مَرَضًا . وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُون.

الٓمّٓ. اَنَا اللّٰه اَعلَمُ میں اللہ ہوں سب سے زیادہ جاننے والا۔ ذٰلِكَ الكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيْهِ یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں قطعاً کوئی شک نہیں، نہ کسی شک کی گنجائش ہے۔ یہاں ذٰلِكَ الكِتَابُ سے قرآن کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کی طرف بھی جن میں قرآن کریم کے ظہور کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ تو ذٰلِكَ ایک بعید کا صیغہ ہے جو عظمت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور بہت پہلے کی کہی گئی باتوں سے متعلق بھی لفظ ذٰلِكَ ہی استعمال ہوگا۔ تو مراد یہ ہے کہ میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور یہ کتاب جس کی عظمت کو انسان چھو نہیں سکتا وہ بھی بہت اونچی کتاب ہے۔ اور الکِتَاب ہے، کامل ہے۔ لاَ رَيْبَ فِيْهِ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ یہی وہ قرآن ہے جس کی تلاوت کی جارہی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا گیا کہ یہی وہ قرآن ہے جس کی باتیں گزشتہ انبیاء نے بھی کی تھیں اور اپنی اپنی قوموں سے وعدہ کرتے آئے تھے کہ ایک کامل کتاب اتاری جائے گی۔ پس یہی وہ کتاب ہے جو اتاری گئی ہے اور فرمایا اس کی خاص صفت یہ ہے لاَ رَيْبَ فِيه ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں، کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ہدایت صرف متقیوں کو دے گی۔ غیر متقی اس کتاب کے متعلق لاکھ شک میں مبتلا رہیں یا شک پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں تقویٰ شرط ہے ہدایت کے لئے جو یہ کتاب لے کے آئی ہے۔ اگر تقویٰ سے عاری دل ہیں اگر دل بنیادی سچائی کے تصور سے ہی خالی ہیں تو ان کے لئے یہ کتاب کسی ہدایت کا موجب نہیں ہوگی۔

پھر فرمایا الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالغَيْب وہ کون لوگ ہیں جو تقویٰ سے بھرے ہوئے دل رکھتے ہیں۔ يُؤْمِنُونَ بِالغَيْب وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اب اللہ کی ذات ایک حیثیت سے غیب ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں اکثر انسانوں کی زندگی سے اللہ تعالیٰ غیب میں رہتا ہے۔ لیکن يُؤْمِنُونَ بِالغَيْب کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب ان کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ایسے غیب پر ایمان لاتے ہیں جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہنے والا غیب ہے۔ نہ دکھائی دینے کے باوجود وہ ہمیشہ کا ساتھی ہے۔ اور جب ایسے خدا کے اوپر ایمان لائیں جس کے ہمیشہ حاضر ہونے کا یقین دل میں ہو تو اس کے نتیجے میں دو باتیں خود بخود پیدا ہوں گی۔

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز کو اس لئے قائم نہیں کرتے کہ ایک فرضی خدا کے تصور میں نمازیں پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غیب جس پر ایمان ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے اور نمازوں میں ان کے سامنے رہتا ہے۔ یہی تشریح حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف اصطلاحوں کے ضمن میں بیان فرمائی کہ مومن کی نماز تو ایسی ہے جیسے خدا اسے دیکھ رہا ہو یا وہ خدا کو دیکھ رہا ہو۔ اور دوسری بنیادی صفت یہ ہے کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنْفِقُونَ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے وہ ضرور خرچ کرتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں۔

اب لفظ غیب ہے جس کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں دنیا میں کئی قسم کی خرابیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے غیب سے مراد یہ ہے کہ اللہ ان کی زندگی میں کبھی بھی حاضر نہیں ہوتا ہے وہ غائب ہی رہتا ہے۔ نماز کے وقت بھی غائب ہوتا ہے اور خرچ کے وقت بھی غائب ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں خدا نے عطا فرمایا ہے اس کا خدا کو بھی علم نہیں۔ ہم جانتے ہیں جو ہمیں ملا ہوا ہے اور کوئی نگران نہیں۔ ہم جو چاہیں خرچ کریں، جتنا چاہیں سمجھیں کہ خدا نے دیا ہے وہ چونکہ غیب ہے اس کو کیا پتہ۔ یعنی دینے والا تو غائب ہے اور لینے والا حاضر ہے۔ اس غیب کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں تمام دنیا میں ان لوگوں کے چندوں میں کمزوری آجاتی ہے جو غیب کا یہ مطلب لیتے ہیں۔ مِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنْفِقُونَ کا بالکل الگ مفہوم ہے جس کو لے کر وہ آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے تمام چندے مبنی ہیں اس بات پر کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے ہم ہی جانتے ہیں، کسی کو علم نہیں۔ اللہ بھی غائب، لوگ بھی غائب اور ہم جتنا چاہیں خرچ کریں ہم یہی کہہ سکتے ہیں، یہی دکھا سکتے ہیں کہ دیکھو ہم دین کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن اس شرط کو پورا نہیں کرتے اور اسی شرط کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی ایک اور صفت بعد میں بیان فرماتا ہے یعنی سورہ البقرہ کی وہ دس اور گیارہ آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اپنے چندوں کے معاملات میں وہ اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ والوں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں کہ دھوکہ دے دیا ہے۔

اب نظام جماعت سے جو لوگ اپنی آمد چھپاتے ہیں نظام جماعت کا اکثر یہی سلوک ہے کہ ان کے معاملات میں اندر اتر کر ان کا جائزہ نہیں لیتا تو وہ ان سے غیب بھی رہتے ہیں اور کہتے ہیں بس اتنا ہی ہمیں خدا نے دیا تھا اتنا ہی ہم اسی حساب سے خدا کو واپس کر رہے ہیں۔ اور اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور ان مومنوں کو بھی جو خدا کے نظام کی حفاظت پر مامور ہوتے ہیں۔

پس يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا میں اٰمَنُوا سے مراد نظام جماعت کا وہ حصہ ہے جو جماعت احمدیہ کے انفاق فی سبیل اللہ پر نگران ہے لیکن دھوکہ دینے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ وَ مَا يَخدَعُونَ اِلاَّ اَنْفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ وہ ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے، نہ دیتے ہیں مگر اپنے نفوس کو۔ مرنے کے وقت ان کو سمجھ آئے گی کہ ہم کس کو دھوکہ دیتے رہے ہیں اور کیا دھوکہ دیتے رہے ہیں جب خرچ کا وقت گزر چکا ہوگا۔

ایسے لوگوں کے متعلق ایک اور پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰه مَرَضًا یہ لوگ **جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے۔** کن معنوں میں وہ بد سے بدتر ہوتی ہے اس کی بہت بڑی تفصیل ہے جس کے متعلق بعض دوسرے مواقع پر میں نے بیان بھی کیا تھا کہ سب سے پہلے تو ان کے دل کا امن اٹھ جاتا ہے۔ نہ ان کی اولادیں ان کی رہتی ہیں، نہ اموال کے وہ فوائد ان کو پہنچتے ہیں جو دل کو تسکین بخشنے والے فوائد ہیں۔ ایک بھڑکی سی لگی رہتی ہے کہ اور کمائیں، اور کمائیں اور اکٹھا کر لیں لیکن وہ اکٹھا کرنا جہنم کی آواز ہے جو یہ کہتی ہے هَل مِن مَّزِيْد۔ جب بھی جہنم سے پوچھا جائے گا، یعنی اللہ تعالیٰ ایک تمثیلی زبان میں ہمیں بتا رہا ہے کہ اور

چاہئے کچھ اینڈھن، وہ کہے گی ھَل مِن مَّزِیْدٍ اور بھی ہے تو وہ بھی ڈال دو۔ تو یہ مال کی محبت میں دیوانے لوگ ہمیشہ ھَل مِن مَّزِیْد کی آواز اٹھاتے ہیں۔ کہیں سے کچھ مل جائے، کہیں سے بچت ہو جائے حکومت کا پیسہ مارا جائے یا عوام کا یا جماعت کا جس طرح بھی بس چلے وہ دن بدن مال کی محبت میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیمٌ بِمَا کَانُوا یَکْذِبُون ان کے لئے ایک دردناک عذاب مقدر ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں اپنے آپ سے بھی اور اپنے نفس سے بھی، اپنی اولادوں سے، سب سے۔ وہ جھوٹے ہیں۔

یہ وہ آیات ہیں جنہیں آج کا میں نے موضوع اس لئے بنایا ہے کہ آج کل جماعت کا ایک مالی سال ختم ہو رہا ہے اور بعض جماعتوں کی طرف سے مجھ سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں اپنے سارے وعدے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی تعلق میں میں نے یونائٹڈ سٹیٹس میں جو متمول احمدی ہونے چاہئیں ان کا جائزہ بھی لیا ہے اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں بھاری تعداد وہ ہے جن پر ان آیات کا اطلاق ہو رہا ہے اور وہ نہیں جانتے۔ ان کو احساس ہی نہیں کہ ہم کس کشتی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ کشتی ہے جس کا غرق ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ اب میں ان کو متنبہ کر دوں اس کے بعد وہ جانیں اور اللہ ان سے نپٹے گا۔ لیکن میں نے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کر لیا ہے اور اس کے متعلق بعد میں کچھ اور عرض کروں گا کہ وہ سب لوگ جن کے متعلق مجھے علم ہے کہ میں قطعیت کے ساتھ اس بات پر قسم اٹھا سکتا ہوں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں، ان کو خدا نے اس سے بہت زیادہ دیا ہے کیونکہ جس قسم کے ان کے پیشے ہیں اس میں لازم ہے کہ اس سے دس گنا یا زیادہ آمد ہو جتنی وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس بات کو میں نے پرکھا بعض ایسے مخلصین کی آمد اور چندوں کے حساب سے جن کے متعلق میں حلفیہ شہادت دے سکتا ہوں کہ انہوں نے کبھی جماعت کے معاملے میں کوئی بددیانتی نہیں کی۔ چندہ دیا ہے تو کوشش کی ہے کہ چھپا کے دیں لیکن جو ظاہر دیا ہے وہ بھی اتنا زیادہ ہے کہ انہی کے ہم پیشہ لوگوں کی دس دس سال کی چندوں کی ادائیگی سے ان کے ایک سال کی ادئیگی بہت بڑھ کر ہے۔ اور ان سے جب میں نے حساب پوچھا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کے بعض پیشہ والوں کو اتنی آمد عطا فرمائی ہے کہ جس طرح وہ خدا کے فضل سے اللہ کی راہ میں جھوٹ نہیں بولتے اگر سب لوگ ایسا ہی کریں تو جماعت امریکہ کی تمام ضرورتیں صرف چندہ عام سے پوری ہو سکتی ہیں، نہ صرف آج کی بلکہ آئندہ سالوں کی بھی تمام جماعتی تعمیرات کے اخراجات چندہ عام سے پورے ہو سکتے ہیں۔ بلکہ تبلیغ کے لئے بھی اتنا روپیہ بچ جائے گا کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا روپیہ مہیا کر سکتا ہے کہ کثرت سے اور شوق کے ساتھ اس راہ میں جتنا چاہیں خرچ کریں کبھی کمی محسوس نہیں ہوگی۔ اس ضمن میں کچھ اور باتیں اس مضمون کی میں خطبے کے آخر پر بیان کروں گا۔

اب میں آپ کے سامنے چند احادیث رکھتا ہوں جن کا اس مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے بندوں کی نگرانی کرتا ہے جو اپنے آپ کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ خیال کہ وہ خدا کی نظر سے اوجھل رہ جاتے ہیں یہ بالکل غلط اور بیہودہ خیال ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رد فرما رہے ہیں۔ اس حدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ سمجھیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ اموال کماتے ہیں ان سب پر اس حدیث کا اطلاق ہو رہا ہے۔ اس حدیث کا اطلاق خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر ہوتا ہے جن سے توقع کی جاتی ہے کہ جو کچھ اللہ انہیں عطا فرماتا ہے اس میں سے وہ دیں گے۔ چنانچہ انکی نگرانی صبح و شام ہو رہی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو بخاری کتاب الزکوٰۃ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے۔ اب یہ تو مراد نہیں ہے کہ ہر خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ مراد وہی لوگ ہیں جن کا میں ذکر کر چکا ہوں کہ جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ ظاہر ہے کہ یہاں تک صرف نیک لوگ مراد ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے نیک لوگوں کی مثال پر آہستہ آہستہ خدمت کرنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جو پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق الٰہی تقدیر ہے اور اس کے فرشتے مامور ہیں کہ ان کے لئے دعائیں کریں اور ان جیسے خدمت گار اور پیدا کرنے کے سامان پیدا کریں۔ اور یہ بات میرے وسیع تجربے میں ہے۔ **ہمیشہ خدمت دین کی خاطر دل کھولنے والوں کے ساتھ ویسے ہی لوگ اور پیدا ہوتے رہتے ہیں جو نہ صرف اموال خرچ کرنے میں تردّد نہیں کرتے بلکہ وقت خرچ کرنے میں تردّد نہیں کرتے۔** انہی کی طرح نیک بنتے چلے جاتے ہیں اور یہ وہ سلسلے کی اہم ضرورت ہے جسے ہمیں پورا کرنا چاہئے۔ **اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر برکت دے، جن کے اپنے اموال میں بھی برکت پڑے لیکن ان کے ساتھیوں میں بھی برکت پڑے اور ان کے نیک اعمال میں برکت پڑے۔ اس طرح جماعت کو ہر قسم کے خدمتگار مہیا ہونے شروع ہو جائیں اور ایسا ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اور بھی ہو** اور امریکہ کی جماعتیں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے۔ اس کا مال و متاع برباد کر۔ اب یہ دعا تو عام دنیادار روک رکھنے والے کے حق میں کبھی بھی نہیں ہوتی۔ بالکل ظاہر ہے کہ جو خدا کے بندے بنے ہوئے ہیں جن کا فرض تھا کہ خدا کی راہ میں کھل کر خرچ کریں وہ اگر خسیس ہوں اور خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو تو یاد رکھیں فرشتوں کی بددعا ان پر پڑتی ہے اور فرشتہ عرض کرتا ہے اس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متاع کو برباد کر۔ اب ایسے مال و متاع برباد ہوتے ہوئے بھی ہم نے کئی طرح دیکھے ہیں۔ میرے علم میں ایسے لوگ ہیں جن کی تفصیل میں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ان کا نام بتانے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا، لیکن ایک کیٹیگری (Catagory) ہے، ایک کلاس ہے، ایک قسم کے لوگ ہیں جنہیں لوگ اپنے گردوپیش میں دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہت کمائیاں کر کے بہت جوڑا اور پھر خیال آیا کہ اس کو تجارت میں لگالیں اور اکثر صورتوں میں ساری تجارتیں برباد ہوئیں جو کچھ جمع شدہ پونجی تھی وہ ہاتھ سے جاتی رہی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ سو فرشتوں کی یہ دعا بے معنی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں اس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ تو اس روک رکھنے کا کیا فائدہ جو کسی کام بھی نہ آئے۔

اس ضمن میں ایک اور حدیث بخاری کتاب الزکوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا **سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو اور غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔** اس تنگی ترشی کی حالت میں اگر تو خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرے گا تو یہ سب سے اچھا خرچ کرنا ہے۔

فرمایا صدقہ اور خیرات میں دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو تیرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ تو یہ لوگ اس تنبیہ کو خوب پیش نظر رکھیں۔ جتنا مرضی جوڑیں، جو چاہیں کریں ایک وقت آجانا ہے کہ جان حلق کو پہنچے گی۔ پھر جان حلق کو پہنچے گی تو پھر یہ وصیتیں کہ فلاں کو اتنا دے دینا، فلاں رشتہ دار کو اتنا دینا، فلاں بیٹے کو اتنا دینا، بیٹی کو اتنا دینا، کسی کام نہیں آئیں گی۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول فرماتے ہیں کہ وہ اس وقت تمہارا رہا ہی نہیں۔ جب جان حلق کو پہنچ جائے تو تم مالک ہی نہیں رہتے، تو یونہی بانٹتے پھرتے ہو، کیا مقصد ہے اس کا؟ کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ نہ تمہیں ہوگا نہ ان کو جن کو تم گویا خدا کا مال بے دھڑک تقسیم کر رہے ہو جو تمہارا رہا ہی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعض صحابہ کی مثال پیش فرماتے ہیں جن کا مسلک بالکل مختلف تھا۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مالی تنگی کے واقعات بھی ملتے ہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت ویسے ہی بہت غریب تھی اور اس غربت کی وجہ سے معمولی پیسہ پیسہ ادا کرنا بھی مشکل ہو جایا کرتا تھا۔ اب تو حالات بدل چکے ہیں لیکن ایک ایسے طریق پہ بدلے ہیں جن سے دل کو دکھ پہنچتا ہے۔ ظاہری طور پر جماعت کے بہت سے لوگ امیر ہو رہے ہیں اور دل غریب

Earlsfield Properties
Landlords & landladies
Guaranteed rent
your properties are urgently required
Tel: 0181-265-6000

ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ خبردار فقر دل کا فقر ہوا کرتا ہے۔ غربت وہ ہے جو دل پر ٹوٹی ہے۔ ورنہ اگر انسان کے پاس خالی مال ہو اور وہ بظاہر سخی ہو تو اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں کیونکہ دل کا غریب ہونا اس کے خرچ کی راہ میں حائل ہوا کرتا ہے۔ وہ للہ نہیں رہتا۔ دکھاوے کے لئے تو کر سکتا ہے مگر اللہ کی خاطر نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے زیادہ پیار سے حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو بعد میں خلیفۃ المسیح الاوّل ہوئے، ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اتنی محبت، اتنے پیار سے کہ رشک آتا ہے اس کو سن کر۔ جس پر خدا کا مسیح رشک کر رہا ہو اس پہ ہم کیوں رشک نہ کریں۔ بہت لمبی عبارتیں ہیں ان میں سے میں نے صرف ایک چھوٹی سی عبارت چنی ہے تاکہ نمونۃً آپ کو بتا سکوں کہ انفاق فی سبیل اللہ کہتے کس کو ہیں۔ فرماتے ہیں، "اگر میں اجازت دیتا"۔ یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر ہے۔ "اگر میں اجازت دیتا تو سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتا"۔ یعنی خلیفۃ المسیح الاول کو اگر میں اجازت دیتا۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی راہ میں آپ کا اجازت نہ دینا روک بنا ہوا تھا۔

اور ایک اور سلیقہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ادب کا یہ سمجھ آیا کہ جانتے تھے کہ خدا کی راہ میں سب کچھ خرچ کر دینا ایک دل کی تمنا ہے مگر امام کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا۔ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ خواہش کے باوجود خرچ نہیں کر رہے۔ جنہوں نے سب کچھ جو خرچ کیا ہے وہ بھی بہت ہے لیکن جو نہیں کیا اور اس کی تمنا موجود ہے اس کی راہ میں صرف اجازت روک ہے۔ پس امام کا ادب اور اس کی اجازت آپ کے نزدیک ایک بہت اہم مقام رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں"۔ اب یہ خطوط بہت لمبے ہیں اور بڑے پرلطف بھی ہیں مگر دلگداز بھی ہیں۔ میں نے تو جب بھی ان کو پڑھ کر سنانے کی کوشش کی ہے برداشت نہیں کر سکا۔ ہمیشہ جذبات سے اتنا مغلوب ہو جاتا رہا ہوں کہ گلے سے ٹھیک طرح آواز نہیں نکلتی تھی لیکن ایک چھوٹا سا اقتباس نمونۃً میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تحریر کا نمونہ آپ پیش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول لکھ رہے ہیں، یعنی حضرت حکیم نورالدین، "میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں"۔ اب کمال راستی کہنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ تو صدیق تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ راستی کے سوا اس کا کوئی کلام نہیں ہے مگر پھر بھی اپنے جوش میں عرض کرتے ہیں، "میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا"۔

اگر خرچ ہو جائے میں لفظ "اگر" وہ لفظ ہے جس کے متعلق میں پہلے بات کر چکا ہوں۔ روک تھی تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے روک تھی۔ آپ سب مال نہیں لینا چاہتے تھے اور یہ ایک ایسا اسلوب ہے ادب کا جسے جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ پیش کرتے ہیں بعض لوگ اور بھی ایسے ہیں اب بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ لے لیں لیکن میرا دل اجازت نہیں دیتا اور اس اجازت نہ دینے کا مجاز مجھے مسیح موعود علیہ السلام نے بنایا ہے۔ آپ بھی بعض موقعوں پر اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو خدمت کرنے والے کے اخلاص پر شک تھا، اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ سب کچھ لینا بعض خرابیاں بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ان میں سے مثلاً یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی محرومی ننگی ہو جائے گی۔ کچھ ایسے ہوں گے جو سب کچھ دے رہے ہونگے اور کچھ ایسے ہونگے جو بہت کچھ اپنے لئے روک رکھ رہے ہونگے۔ تو ان کے مقابل پر آکر وہ اپنی کم مائیگی کے احساس کا شکار ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ایک میرا خیال ہے بہت سے اور بھی مصالح ہیں جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا سب مال قبول کرنے سے احتراز فرماتے تھے۔

اب اسی تعلق میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی ایک روایت بیان کرتا ہوں جو انہوں نے منشی ظفر احمد صاحب، اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی اور انہی کے الفاظ میں اسے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت حکیم نورالدین کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگ تھے جن کی یہی تمنا تھی۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب روایت کرتے ہیں اپنے باپ کی زبان میں۔ ایک دفعہ حضور لدھیانہ میں تھے میں حاضر خدمت ہوا، یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ، میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کی جماعت ساٹھ روپے ایک اشتہار کے لئے جس کی اشاعت ضروری تھی برداشت کرے گی؟ اب اندازہ کریں وہ زمانہ کیسا تھا ایک اشتہار کی اشاعت کے لئے آپ کو اپیل کرنی پڑی۔ ساٹھ روپے کی ضرورت تھی اور جانتے تھے کس سے اپیل کرنی ہے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب عرض کرتے ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا اور کپورتھلہ واپس آکر اپنی اہلیہ کے سونے کی ترّلی فروخت کر دی۔ اس زمانے میں ساٹھ روپے میں سونے کی ترّلی فروخت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کافی وزنی ہو گی اور بہت قیمتی ہو گی اور احباب جماعت میں سے کسی سے ذکر ہی نہیں کیا۔ آگے ان کے الفاظ ہیں بڑے مزے کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور ساٹھ روپے لے کر میں اُڑ گیا۔ تو دوڑتے ہوئے چلا گیا یعنی ہلکے قدموں کے ساتھ ناچتا گاتا مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ لدھیانہ جا کر پیش خدمت کئے۔ چند روز بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ آگئے۔ اب منشی اروڑا صاحب بھی غیر معمولی فدائیت کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ بے حد موقعہ کی تلاش میں رہنے والے کہ کب جماعت کی خدمت کی توفیق ملے اور میں خرچ کر سکوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال سے کہ میں نے کہا تھا جماعت کپورتھلہ یہ رقم دے دے، اس خیال سے آپ نے سمجھا کہ کپورتھلہ نے ہی دئے ہونگے۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منشی اروڑے خانؓ صاحب سے کر دی، کہ شکریہ آپ کی جماعت بڑے موقع پر کام آئی۔ ساٹھ روپے کی ضرورت تھی اور فوراً پہنچ گئے۔ منشی اروڑے خانؓ کو اتنا غصہ آیا کہ منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ پھر ساری عمر اس شخص نے مجھے معاف نہیں کیا کہ تم ہوتے کون تھے کہ ساری جماعت کی طرف سے آپ ہی خدمت کر دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ لیا کہ غلطی ہو گئی ہے۔ کہا اسے ٹھنڈا کرو۔ آپ نے فرمایا منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے مواقع آئیں گے آپ گھبرائیں نہیں۔ اس کے باوجود کہتے ہیں منشی صاحب مجھ سے ناراض رہے۔ اور خدمت کے آپ کو بہت مواقع ملے ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات چندوں سے متعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے وہ منافق ہے"۔ معاہدے سے مراد یہ ہے کہ **جب کسی شخص کو جماعت کا ممبر بننے کی توفیق ملے اور اس کے نتیجے میں اس کو پتہ ہو کہ خدا مجھے کیا دیتا ہے، مجھے کیا اس کے حضور پیش کرنا چاہئے تو یہ ایک قسم کا انسان اور خدا کے درمیان معاہدہ ہوا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو وہ منافق ہے۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں تک لکھتے ہیں "اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے۔ وہ منافق ہے اور اس کا دل سیاہ ہے۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری کے روپے ہی ضرور دو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے"۔

اور اس معاہدہ کی مثال بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں، "صحابہ کرام کو پہلے یہ سکھایا گیا تھا"۔ یعنی معاہدہ کس چیز کو کہہ رہے ہیں، فرماتے ہیں "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو پہلے یہ سکھایا گیا تھا لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"۔ کہ تمہیں نیکی کا پتہ ہی نہیں کچھ چل سکتا، نیکی کہتے کس کو ہیں۔ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یہاں تک کہ تم اس مال میں سے خرچ کرو جس کی محبت میں مبتلا ہو۔ سو سارے لوگ جن کی ایک بھاری تعداد امریکہ میں موجود ہے وہ نیکی کا تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ جس مال کی محبت میں مبتلا ہیں وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ان کو روکتا ہے۔ لَن تَنَالُوا البِرَّ اس کا مطلب ہے کبھی بھی تم نیکی کو نہیں پا سکو گے، یہ وہم و گمان ہے تمہارا تم نیکی حاصل کر لو گے، جس مال سے محبت ہو وہ خرچ نہیں کر سکتے تو نیکی کا کیا تصور۔

اس تعلق میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے نتیجے میں خرچ ہونا چاہئے اور کنجوسیوں کا علاج ہی محبت الٰہی ہے۔ جس شخص سے محبت ہو اس کی خاطر تو بعض عام آدمی بھی سب کچھ لٹا دیا کرتے ہیں۔ رد کر دیں تو ناپسند کرتے ہیں، دکھ اٹھاتے ہیں اور بعض اس کی مثالیں میں

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

نے آپ کو جماعت میں بھی دے دی ہیں۔ **محبت کے نتیجے میں خرچ کرنا سیکھیں گے تو خرچ کرنے کا سلیقہ آئے گا۔** اگر محبت نہیں ہے تو خرچ بھی کچھ نہیں۔ پس جتنے بھی لوگ کنجوس ہیں ان کی کنجوسی کا ایک ہی علاج ہے اللہ کی محبت میں گرفتار ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے عزیزوں کو جو دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اس کی بجائے اس کو کیوں نہیں دیتے جس نے خود ان کو دیا ہوا ہے۔ وہ بڑے پیار اور محبت اور امیدوں سے ان سے تقاضا کرتا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنْفِقُونَ جو ہم نے ان کو دیا ہے اسی میں سے کچھ واپس کر دو۔ اور سب کچھ نہیں مانگ رہا لیکن محبت جتنی بڑھے گی وَمِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنْفِقُونَ کا جو معیار ہے وہ اونچا ہوتا چلا جائے گا۔

میں نے بارہا جماعت کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ خرچ کے لئے محبت کا ہونا ضروری ہے۔ اپنی اولاد پر صرف اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ آپ کو اس سے محبت ہے۔ اگر کسی سے محبت ہو اور وہ رد کرے تو آپ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو اللہ کے حضور خرچ کے لئے اللہ کی محبت پیدا ہونا ضروری ہے اور یہ محبت بغیر دعا کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت داؤدؑ کی ایک دعا بڑی محبت سے پڑھا کرتے تھے حالانکہ آپ کے دل کی کیفیت حضرت داؤدؑ کے دل کی کیفیت سے بہت اونچی تھی مگر جب ایک ہی وجود کے دو عاشق ہوں جن کے اندر رقابت نہ ہو بلکہ رشک کا جذبہ ہو تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اس شخص کی محبت میں گرفتار دوسرے کو دیکھ کر اس سے بھی محبت ہو جائے۔

آنحضرت ﷺ حضرت داؤدؑ کی یہ دعا پڑھتے تھے : اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالعَمَلَ الَّذِی يُبَلِّغُنِی حُبَّكَ وَاجْعَل حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَاَهْلِی وَمِنَ المَاءِ البَارِدِ۔ اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما۔ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں حضرت داؤد کے الفاظ میں، ہر اس وجود کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری طرف لے جائے جس کی محبت تیری محبت میں آگے بڑھادے اور میں تجھ سے محبت مانگتا ہوں اس بات کی یعنی اپنے نفس، اپنے اہل، اپنے عزیزوں سے بڑھ کر جو چیز مجھے محبوب ہے وہ تُو ہے اور تو میرا اتنا محبوب ہو جا کہ ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ یہ محبت ہو جائے۔

اب ٹھنڈے پانی کی محبت تو ان لوگوں کو علم ہے جو پیاسے ہوں۔ ورنہ کسی کو کیا پتہ کہ ٹھنڈا پانی کیا چیز ہے۔ یہاں آپ کے بچے کوکا کولا پیتے پھرتے ہیں۔ تو یہ جذبہ ہے اس دعا کا کہ اے اللہ مجھے محبت عطا فرما ایسی محبت کہ کوئی چیز اتنی مجھے سیراب نہ کر سکے جو تیری محبت کرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی عاجزانہ دعا تھی جسے باقاعدگی سے آپ مانگتے تھے اور میں جماعت کو بھی یہ سکھاتا ہوں کہ تم اپنے لئے یہ دعا کرو کیونکہ بغیر اللہ کی مدد کے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ جب اللہ کی محبت عطا ہو گئی تو پھر سب مسائل حل ہو گئے۔ پھر خدا کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرنے کا تقاضا ہوگا کریں گے اور سمجھیں گے کہ کم ہوا ہے، جتنا حق تھا وہ ادا نہیں ہو سکا۔ حضرت مصلح موعودؓ کو یہ شعر بہت پسند تھا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہی مضمون ہے جو بیان کرتے تھے۔ غالب کے سارے شعروں میں سب سے زیادہ عزیز آپ کو یہ شعر تھا کہ "جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"۔ بہر حال حضرت مصلح موعود عرض کیا کرتے تھے خدا کے حضور کہ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے یہ گھر سے تو نہیں لائے سب کچھ تیری عطا تھی۔ جان دے سکتے ہیں مگر لائے کہاں سے تھے وہ بھی تو تُو نے عطا کی تھی۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ کسی صورت ہم تیری عبادت کا حق، تیری غلامی کا حق، تیری بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے اگر یہ بات سمجھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو پھر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے آپ کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا سلیقہ آجائے گا ورنہ عمر گزار دیں گے اور وہ وقت آجائے گا جب جان حلقوم کو پہنچے گی اور آپ کا مال آپ کا مال نہیں رہے گا۔ پھر خدا کی فرشتے جو سلوک کریں وہی سلوک آئندہ بھی آپ سے وہاں جا کے بھی ہوگا۔ ساری عمر کی کمائیاں، ساری عمر کی محنتیں، ساری عمر کی اللہ کی عطائیں ناشکری میں اس طرح ضائع کر دیں کہ یہ زندگی بھی ہاتھ سے چلی جائے اور اگلی دنیا بھی ہاتھ سے جائے، یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ پس آپ کو سمجھانے کی ضرورت تو ہے اور میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر عقل ان کو ہی آئے گی جن کو خدا عقل دینا چاہے۔ میرے لئے ناممکن ہے کہ گھوٹ کر آپ کو عقل پلا سکوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی یہ ناممکن تھا۔ آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا کہ تیرے سپرد کھول کھول کر پہنچانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو پہنچاتا رہ۔ جو بھی اللہ کا حکم ہے اسے آگے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر۔ اگر وہ نہیں سمجھتے تو تیرا قصور نہیں تو نے اپنی طرف سے ہر کوشش کر لی اس کے بعد پھر ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے۔

پس میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں نعوذ بالله من ذلك کہ رسول اللہؐ کو جو مقام خدا نے عطا نہیں فرمایا وہ مجھے عطا فرمایا، ہرگز میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ مگر بلاغ کا جو مضمون میں سمجھتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے، یہ ہے کہ اتنا سمجھانا کہ اس کے بعد سمجھانے کی کوئی حد باقی نہ رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آخری خطبہ میں یہی پیغام مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے، رخصت ہونے کا وقت تھا ایک، آپ نے لازماً رخصت ہونا تھا لیکن یہ سوچیں کہ آپ کو خیال کیا تھا اس وقت۔ کون سا خیال آپ کے دل پر قبضہ جمائے ہوئے تھا۔ وہ یہ تھا کہ میں نے پیغام پہنچا دیا جیسا کہ خدا نے مجھے کہا تھا کیا میں نے واقعی پہنچا دیا ہے۔ تو اپنے وصال سے پہلے تمام حاضرین سے گواہی لی ہے تم گواہی دو کہ جو کچھ خدا نے مجھے تمہیں پہنچانے کے لئے امانت سپرد کی تھی میں نے تم تک پہنچا دی۔ تمام مجمع اس سے بڑا مجمع کبھی پہلے نہیں اکٹھا ہوا۔ تمام مجمع نے بلند آواز سے گواہی دی کہ اے اللہ کے رسول تو نے پیغام پہنچا دیا۔

یہ آپ کا جذبہ تھا پیغام پہنچانے کا۔ اس لئے محض اس طرح پیغام پہنچانا کہ میں نے پہنچا دیا یہ کافی نہیں ہے۔ پہنچاتے چلے جانا یہاں تک کہ زندگی کا آخری خیال یہ ہو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ نہیں پہنچا دیا یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ حسنہ تھا۔ اس لئے میں بھی صرف انہی معنوں میں آپ تک بار بار پیغام پہنچاتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے بعد اس کے سوا میرا کوئی اور فرض ہی نہیں رہتا کہ جس طرح آپ نے ابلاغ کی کوشش کی میں بھی ہر ممکن کوشش کروں کہ آپ کے دلوں میں سچائی کو جاگزیں کر سکوں لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہو اگر وہ نہ چاہے تو پھر کسی کو توفیق نہیں مل سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، **"کوئی کسی ادنیٰ درجے کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے"**۔ کاش کوئی اس بات کو سمجھ جائے کہ جیسا بھی چہرہ ہے خدا کو دکھلانا ہوگا اور عمر بھر اس کی خیانت کرتے گزر گئی تو کون سا مونہہ لے کے خدا کے حضور حاضر ہونگے۔ چھوٹے سے ایک فقرے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے مضمون کی جان ڈال دی ہے۔ کتنا دل کو ہلا دینے والا فقرہ اور ضمیر کو جگا دینے والا فقرہ ہے۔ "ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا"۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ "تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے"۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے"۔ یہ صورت حال ہے اس وقت جس کی وجہ سے مجھے امریکہ کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ میں نے اب یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جن لوگوں کے متعلق مجھے قطعی علم ہے کہ وہ اس قسم کی بددیانتیوں کا شکار ہیں اور دھوکہ دے رہے ہیں ان کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کر دیا جائے۔ ان کے کسی چندے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مساجد کے نام پر دے رہے ہوں یا چندہ عام کے نام پر دے رہے ہوں یا وصیت کے نام پر دے رہے ہوں اور ان کے نفس گواہ ہیں ان کے خلاف اور ان کے نفس کی گواہی ان کے خلاف لکھی جا چکی ہے۔ مرنے کے بعد ان کی جلدیں گواہ ہونگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے جو تفصیل سے نقشہ کھینچا ہے کہ کس طرح وہ گواہی دیں گے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں اس کو آپ پڑھ لیں تو یہ ایسی قطعی بات ہے جس میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ضرورت ہے کہ کچھ نظام جماعت کو حرکت میں لانے کا نظام قائم کیا جائے۔

اب تک میرا جائزہ یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے جو محصلین ہیں اور چندہ اکٹھا کرنے والے ہیں ان کا ایک سرسری رجحان ہے جو شخص جو لکھوا دے وہ کہتے ہیں پورا ادا کر رہا ہے۔ ایسی بعض فہرستیں میرے سامنے آئیں جن میں یہ درج تھا کہ یہ صاحب بھی بالکل پورا ادا کر رہے ہیں، وہ صاحب بھی پورا ادا کر رہے ہیں۔ اور جب میں نے کہا مجھے بتاؤ تو سہی کہ کتنا ادا کر رہے ہیں اُس وقت بات کھلی کہ جن کو مقامی جماعت سمجھ رہی تھی کہ پورا ادا کر رہے ہیں وہ پورا سوال ہی نہیں، پورے کا بعض صورتوں میں سوواں (۱۰۰) حصہ بھی نہیں تھا۔ جب اس سلسلہ میں چھان بین شروع کی تو بہت سے آدمی میرے سامنے ایسے آئے ہیں جن کے متعلق اور باتوں کے علاوہ میں نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا ہے جو پہلے بھی

میں ہمیشہ کیا کرتا تھا مگر جماعت مجھے اگر ایسے لوگوں سے غافل رکھے تو پھر میرا قصور نہیں ہے۔

میں ہمیشہ اصرار کرتا ہوں کہ میں کبھی کسی سے کوئی ذاتی ہدیہ نہیں لوں گا جب تک وہ جماعت کا حق پورا ادا نہیں کرتا اور جماعت کی غلط اطلاعوں کی وجہ سے بعض ایسے لوگوں کا ذاتی ہدیہ لینے پر میں بڑی دیر سے مجبور چلا آرہا تھا، مجھے علم بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے چھان بین کی تو پتہ چلا کہ ہرگز ان کے کسی ہدیہ کی مجھے ضرورت نہ تھی، نہ ہے بلکہ میرے دل میں سخت کراہت پیدا ہو رہی ہے کہ کیوں لاعلمی میں وہ ہدیہ لیتا رہا ہوں۔ جب تک جماعت سے ایسے لوگوں کے معاملات ٹھیک نہیں ہونگے ان کا کوئی ہدیہ میرے لئے کوئی محبت پیدا نہیں کر سکتا سوائے بوجھ کے، سوائے تکلیف کے میرے دل میں ان کا ہدیہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔

تو جماعت سے ٹھیک ہو جاؤ ورنہ اب میں امیر صاحب کو یہ ہدایت دینے والا ہوں کہ ایسے لوگوں کی پوری چھان بین کریں اور محض سیکرٹری مال کی اس بات پر نہ جائیں کہ یہ سب کچھ دے رہے ہیں دیانتداری سے ایسے احمدی پروفیشنل مقرر کریں جن کے چندے کے متعلق ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ وہ پورا ہے اس کے حساب کا جائزہ لیں اور ان کے دس دس بارہ بارہ سال کے چندے اگر ان کو واپس کرنے پڑیں تو کر دیئے جائیں۔ جو میری گارنٹی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ امریکہ کو اگر کوئی خدشہ ہو مالی نقصان پہنچنے کا تو اس کا میں ضامن ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے باہر سے ایسے احمدی خدمت کرنے والے موجود ہیں جو میرے پاس ایسی رقمیں جمع کروا دیتے ہیں جو بڑی بھاری رقمیں ہوتی ہیں اس اجازت کے ساتھ کہ میں جہاں چاہوں خرچ کروں۔ تو میں نے سیکرٹری مال جو ہمارے ساتھ سفر کر رہے ہیں ان کو ہدایت کر دی ہے کہ امیر صاحب کو یہ اطمینان دلا دیں کہ یہ سارے پیسے واپس کرنے شروع کریں اور جماعت امریکہ کو ایک کوڑی کا بھی نقصان نہیں ہوگا۔ باہر کی دنیا جماعت امریکہ کی مدد کرے گی اور اللہ کے فضل کے ساتھ آپ بے دھڑک خدا کی راہ میں یہ قربانی دیں کہ ان کے چندے ان کو واپس کر دیں ہمیں قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک نحوست کا داغ ہے جو جماعت امریکہ پر لگا ہوا ہے آئندہ اب یہ داغ نہیں لگے گا۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ امیر صاحب امریکہ اس یقین دہانی کے بعد جو میں نے ابھی کرائی ہے ذرہ بھی تردد نہیں کریں گے کہ ان لوگوں کی تفصیلی چھان بین کریں۔ ویسے تو مجھے یقین ہے کہ اگر میں یہ یقین دہانی نہ بھی کرواتا تو انہوں نے وہی کرنا تھا جو میں کہہ رہا ہوں. لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس نظام کو نافذ ہونے میں کچھ وقت لگے گا اس لئے جب تک یہ پوری طرح نافذ نہیں ہو جاتا کم سے کم جماعت امریکہ کے لئے ایک متبادل ذریعہ ضرور ہونا چاہئے۔

یہ بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر جماعت امریکہ کے متمول لوگ اس توفیق کے مطابق خرچ کریں جو خدا تعالیٰ نے ان کو دی ہے تو آپ کو مساجد کے نام پر بھی کوئی روپیہ اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں جتنی چاہیں مساجد بنائیں ان سب کی ضرورت عام چندوں سے پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود اتنی بڑی رقم بچ سکتی ہے کہ تبلیغ کے رستے میں جو مالی ضرورتیں مشکل پیدا کر رہی ہیں وہ ساری حل ہو جائیں گی۔ اتنا روپیہ آپ کو تبلیغ کے لئے مل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ساری پرانی حسرتیں پوری کریں اور وہ انقلاب برپا کرنا شروع کر دیں جس کی ہمیں شدید ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت امریکہ کے وہ لوگ جو صاحب دل ہیں، جن کا ضمیر ابھی زندہ ہے، وہ کم سے کم اس سے استفادہ کر کے اپنی زندگی کا ایک نیا سفر شروع کریں گے۔ ☆ ...... ☆ ...... ☆

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

ایٹمی کلاک کو آسمانی کلاک سے ملانا

ایٹمی کلاک گو ہزاروں سالوں میں ایک سیکنڈ کا فرق ڈالتا ہے لیکن ہمارے دن رات اور سال وغیرہ تو نظام شمسی کے تابع ہیں اور مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر قدرتی وقت میں سال بھر میں ایک آدھ سیکنڈ کا فرق پڑ سکتا ہے۔ ہم نظام شمسی اور اس کے اوقات کے پابند ہیں اور یہ انسانوں کے لئے بنیادی وقت ہے جس سے وہ مستغنی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ایٹمی کلاک کو ہر سال نظام شمسی کے کلاک کے مطابق کرنے کے لئے ایک آدھ سیکنڈ آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے۔ دونوں اوقات کو ایک کر کے جو ٹائم نکلتا ہے اسے UTC کہا جاتا ہے۔

ایٹمی کلاک کے وقت کو کتنا آگے پیچھے کرنا ہے اس کا فیصلہ فرانس میں قائم ایک بین الاقوامی ادارہ بنام International Earth Rotation Service کرتا ہے۔ ۳۰ر جون ۱۹۹۷ء کو رات بارہ بجے 'جی ایم ٹی' ٹائم کو ایک سیکنڈ آگے کیا گیا تھا اور عین اسی وقت دنیا بھر کی گھڑیوں کو بھی اس کے مطابق آگے کیا گیا تھا۔ اس وقت آسٹریلیا میں اگلے روز کے صبح کے دس بجے تھے اس وقت ٹیلیفون کمپنی نے ۹ بجکر ۵۹ منٹ اور ۶۱ سیکنڈ کا وقت بتایا۔ گزشتہ ۲۵ سال میں اس طرح ۲۱ سیکنڈ بڑھائے جا چکے ہیں۔ ابھی تک کبھی کم نہیں کئے گئے اور نہ مستقبل قریب میں ایسا امکان ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ تمام گھڑیاں سورج اور چاند کے ساتھ زمین کی نسبتی رفتار کے تابع ہی کرنی پڑتی ہیں اور یہ بات قرآن کریم میں بھی بتائی گئی تھی کہ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (الرحمن 55:6) یعنی سورج اور چاند ایک مقررہ قاعدہ اور حساب کے تحت چل رہے ہیں۔ نیز ایک اور مقام پر فرمایا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ۔ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا۔ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ (الانعام 6:97) یعنی وہ (خدا) صبح کو ظاہر کرنے والا ہے اور اس نے رات کو باعث آرام اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب بنایا ہے۔ یہ اندازہ اس کا ہے جو غالب ہے (اور) بہت جاننے والا ہے"۔ پس انسانوں کو اپنی سب گھڑیاں بالآخر نظام شمسی یعنی سورج اور چاند وغیرہ کے حساب کے ماتحت ہی کرنی پڑتی ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ صدق اللہ العظیم۔

ریڈیو کاربن ڈیٹنگ

Radio Carbon Dating

عام طور پر یہ رائے باوثوق سمجھی جاتی ہے کہ آسٹریلیا کے قدیمی باشندے (Aborigines) یہاں پر قریباً چالیس ہزار سال سے رہ رہے ہیں۔ لیکن پندرہ ماہ قبل سائنس دانوں کی ایک ٹیم نے شمالی آسٹریلیا (Northern Territory) کے آثار قدیمہ کے مطالعہ کے بعد یہ دھماکہ خیز اعلان کر دیا کہ گول دائروں کی شکل میں پتھروں پر کندہ نشانات کی عمر ایک لاکھ سولہ ہزار سال سے لے کر ایک لاکھ چھہتر (116,000-176,000) سال تک ہے۔ یہ نشانات ہزاروں کی تعداد میں Jinmium کے علاقہ میں علاقوں کی حد بندی یا غاروں کی طرف رہنمائی کی غرض سے کبھی انسانوں نے بنائے تھے۔ سائنسدانوں کے ایک دوسرے حصہ کو تحقیق کے نتائج سے اختلاف تھا۔ چنانچہ انہوں نے عمر معلوم کرنے کے جدید ترین ذرائع استعمال کر کے اب یہ کہا ہے کہ ان نشانوں کی عمر کم از کم پانچ ہزار سال ہے لیکن ممکن ہے دس ہزار سال تک ہو لیکن چالیس ہزار سال سے زائد تو ہرگز نہیں۔ وہ کہتے ہیں جن پتھروں پر یہ نشان بنے ہوئے ہیں وہ بھربھرے ہیں اور اصل نشانات میں ان ذروں کی آلودگی شامل ہو گئی ہے یعنی پتھروں کی اپنی عمر نے نشانات کی عمر کے اندازہ کو غلط کر دیا ہے۔ اسکے بالمقابل پہلی ٹیم کے سائنس دان کہتے ہیں کہ ہمارا اندازہ درست تھا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اندازہ میں اختلاف اور تاویل (Interpretation) بالکل ممکن ہے۔

وہ جدید طریق جس سے اندازہ لگایا گیا ہے وہ Optically Stimulated Luminescence کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے جس کو خاص طور پر اس تحقیق کے لئے refine کیا گیا تھا۔ اس طریق سے موقع پر پائی جانے والی ریت (Quartz Sand) سے جو نمونے حاصل کئے گئے تھے ان کے ایک ایک ذرہ کی عمر علیحدہ علیحدہ معلوم کی گئی تھی۔ ابھی ایک مزید تحقیق ہونا باقی ہے ان نشانات کے اوپر ایک ہلکی سی تہ کاربن کی بھی ہے۔ ریڈیو کاربن طریق سے ان کی عمر نکال کر مزید توثیق کی جائے گی۔ (سڈنی مارننگ ہیرلڈ۔ ۹۷۔۱۲۔۲۳)

جس ریڈیو کاربن ڈیٹنگ (Radio Carbon Dating) کا خبر میں ذکر کیا گیا ہے وہ عمر معلوم کرنے کا ایسا طریق ہے جس کو امریکہ کے ایک سائنس دان Willard F. Libby نے ۱۹۴۰ء کی دہائی میں ایجاد کیا تھا۔ انہوں نے معلوم کیا کہ ہر جگہ کاربن بکھرا پڑا ہے اور اس میں ایک تھوڑا سا جزو ایسے کاربن ایٹم کا بھی پایا جاتا ہے جو Radio-Active ہوتا ہے۔ اسے Carbon 14 کہتے ہیں اور اس میں سے تابکاری یا ریڈیائی شعاعیں خارج ہوتی ہیں (جس طرح ایٹم بم سے خارج ہوتی ہیں)۔ ان شعاؤں کے اخراج کی رفتار ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ اور انہیں ایک آلہ کی مدد سے ماپا جا سکتا ہے۔ یہ کاربن ۱۴ کا ایسا انحطاط ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ماہیت تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ۵۷۰۰ سالوں میں کاربن ۱۴ کے ذرات آدھے رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح ۱۱۴۰۰ سالوں میں چوتھا حصہ۔ ۲۲۸۰۰ سالوں میں آٹھواں حصہ اور ۴۵۶۰۰ سالوں میں صرف سولہواں حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ چونکہ پچاس ہزار سال کے بعد یہ مقدار بہت کم رہ جاتی ہے۔ اس لئے یہ طریق قابل اعتبار نہیں رہتا۔ اور زیادہ پرانی اشیاء کے لئے ان کی عمر معلوم کرنے کے لئے دوسرے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم سب میں ریڈیو کاربن موجود ہوتی ہے۔ ایسے ہی تمام حیوانوں اور درختوں پودوں وغیرہ میں بھی لیکن جب تک وہ زندہ ہوتے ہیں وہ ہوا اور غذا کے ذریعہ اس کی کو پورا کرتے رہتے تھے۔ لیکن مرنے کے بعد جب غذا اور سانس کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کا سلسلہ بھی بند ہو جاتا ہے اور جتنی یہ جسم میں مرتے وقت موجود ہوتی ہے وہ تابکاری شعاؤں کے اخراج کی وجہ سے آہستہ آہستہ کم ہوتی رہتی ہے اور اس کمی سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ انسان یا حیوان کو مرے یا درخت کو گرے ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔

کائنات میں ہر چیز کی عمر کا ایک اندازہ مقرر ہے اور ذرہ ذرہ میں یہ امر ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ کتنا عرصہ زندہ رہے گا یعنی اپنی صفات کو ظاہر کر سکے گا۔ ایک دائرہ کے اندر ایک Band Width مقرر کر دی گئی ہے۔ جو بتاتی ہے کہ اس کی طبعی عمر اس حد سے اُس حد تک ہے۔ انسان کے ہر DNA میں اس کی طبعی عمر کا اندازہ موجود ہے۔ مثلاً خدا اگر اپنے کسی پیارے بندے کو بتائے کہ تمہاری عمر ۷۵ سے ۸۵ سال کے درمیان ہو گی تو ایک تو اس پر اس کے DNA میں مرقوم عمر کا انکشاف کیا گیا اور دوسرے یہ کہ کوئی حادثہ یا مہلک بیماری اسے اس کی طبعی عمر تک پہنچنے سے نہیں روک سکے گی۔ واللہ اعلم۔

اللہ کی قدرت ہے کسی نے ہزاروں سال پہلے پتھروں پر کوئی نشان بنائے اور آج یہ معلوم کیا جا رہا ہے کہ اس نے کب یہ معمولی سا کام کیا تھا۔ کل کو اسی مقام پر اس کا DNA بھی گرا پڑا دریافت ہو سکتا ہے جس سے اس بندے کی تصویر بھی سامنے آجائے گی۔ خدا نے سچ ہی فرمایا تھا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ. و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ (الزلزال ۸،۹) یعنی جس نے ایک ایٹم کے برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ایٹم کے برابر بھی بدی کی ہو گی وہ بھی اس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا۔ (استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ) ☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

Space Bound ہے اور نہ Time Bound ہے۔ بلکہ دائمی ہے۔ عورت اُس وقت تمام دنیا کی سوسائٹی میں ایک Pocession سمجھی جاتی تھی اور غلاموں کا سا سلوک اس کے ساتھ روا رکھا جاتا تھا۔ قرآن مجید نے پہلی بار اس کے آزاد ہونے اور مساوی حقوق رکھنے کا دعویٰ کیا جو مغرب والوں کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ اسلام حقوق کی برابری کا دعویٰ بار بار کرتا ہے فرق صرف دونوں کی بناوٹ کا ہے۔ مرد کبھی Pregnant نہیں ہو سکتا نہ گھر کی نگہداشت کر سکتا ہے۔ ان کی بناوٹ کے مطابق ان کے فرائض مخصوص ہیں۔

☆...... ہر جگہ مثلاً برطانیہ، فرانس اور جرمنی وغیرہ میں ٹیلی ویژن پر Violence اور Sex کی فلمیں دکھائی جاتی ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کچھ دکھا رہے ہیں اس کا اثر سوسائٹی پر کیا پڑے گا؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ TV کمپنیاں Money Mided ہوتی ہیں۔ جہاں سے دولت آتی ہے وہاں کام کرتے ہیں انہیں اخلاقیات سے کوئی تعلق نہیں۔ اب تو گند میں بھی زیادہ مقابلہ ہوتا ہے۔ بعض پروگراموں کے متعلق متنبہ کرتے ہیں کہ بچے نہ دیکھیں لیکن Vio-lence کی فلمیں وہ دیکھتے ہیں اور منفی اثر لیتے ہیں۔ زیادہ تر غیر فطرتی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ حضور نے فرمایا، مجھے خطرہ یہ ہے کہ ٹی وی کی وجہ سے لوگ مطالعہ سے ہٹتے جا رہے ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ بچے مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیں۔

☆...... میرے والد کی وفات پر ایک شخص نے کہا کہ وہ جہنم میں گئے ہیں۔ کیا ایسا کہنا چاہئے؟ حضور نے جواب میں فرمایا کہ اگرچہ جنتی یا جہنمی کی علامات بتادی گئی ہیں لیکن جنت یا جہنم میں بھیجنے کا فیصلہ صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ سب گناہ معاف کر سکتا ہے۔ اس لئے کسی کو ایسی بات کہنے کا حق نہیں۔

☆...... اگر آپ پرائم منسٹر ہوں تو Economical پالیسی بنانے والوں کو کیا مشورہ دیں گے؟ حضور نے فرمایا مشورہ دینا بے کار ہے کیونکہ ترقی یافتہ امیر ممالک کی پالیسی یہ ہے کہ دوسروں کی دولت ان کے پاس آئے اور دولت کے اس بہاؤ کو reverse کرنا وہ کبھی قبول نہیں کریں گے۔

☆...... کیا جن اور Ghosts ہوتے ہیں؟ حضور نے اس سوال کا جواب تفصیل کے ساتھ اور اپنے ذاتی تجربہ کے بیان کے ساتھ دیا۔ مختصر جواب یہ ہے کہ Etherial Life ممکن ہے۔ اور فرشتوں پر ہمارے ایمان کو مضبوط کرتی ہے لیکن یہ انسانی زندگی میں مداخلت نہیں کرتے۔

☆...... شہزادی ڈیانا اور ڈوڈی کی شادی کے بارے میں کہا گیا کہ کیا وہ شادی ممکن تھی؟ اگر ہوتی تو کیا کامیاب ہوتی؟ حضور انور نے قدرے تفصیل کے ساتھ اسکا جواب دیا۔

سوموار، ۲۰/ جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور کے ساتھ ۱۱/ مارچ ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی ہومیو پیتھی کلاس دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۲۱/ جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۵۹ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۲۸ سے شروع ہوئی اور سورۃ محمدؐ کی آیت نمبر ۱۷ پر ختم ہوئی۔

سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۲۸ میں آنحضرت ﷺ کے زمانے کے لوگ مراد ہیں اور تنبیہ کی گئی ہے کہ ہم نے تم سے پہلے اردگرد کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور اب ان کے نشانات تک نہیں ملتے لیکن ہم ایمان نہ لانے والوں کی ہلاکت کے نشان تمہارے لئے پھیر پھیر کر اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں۔ آیت نمبر ۳۰ کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت کا ترجمہ میں نے بہت غور اور محنت سے تیار کیا ہے۔ میرے نزدیک اس آیت میں مذکور جنؔ وہ قوم تھی جو افغانستان کے باشندے تھے۔ قرآن ان تک پہنچ چکا تھا اور اسے سنتے تھے۔ جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خاموشی سے قرآن سنتے رہے اور پھر اپنے لوگوں کی طرف انذار کرتے ہوئے واپس گئے اور اپنی قوم کو آیت نمبر ۳۱ میں بیان کردہ الفاظ کہے۔ حضور انور نے فرمایا یہ ترجمہ تاریخی حقائق کے عین مطابق ہے اور اس ترجمے کے جواز میں آیت نمبر ۳۲ ہے۔ حضور انور نے لفظ جنؔ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جنؔ ایسے لوگوں کو بھی کہتے ہیں جو اپنی قوم میں اونچی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس آیت میں عربوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر اپنا آنا ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ اور جنؔ وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو عامۃ الناس کی نظروں سے چھپ کر رہتے ہیں۔ آیت نمبر ۳۳ میں داعی الی اللہ کی مخالفت کرنے والوں کے متعلق دو اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ (۱) منکرین، داعی کی دعوت کو ناکام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (۲) منکرین رسول اعجاز کی طاقت سے محروم ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا کوئی ولی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سورۃ محمدؐ کا درس شروع ہوا۔

بدھ، ۲۲/ جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۶۰ منعقد کی گئی اور نشر بھی ہوئی۔ کلاس سورۃ محمدؐ کی آیت ۱۸ سے شروع ہوئی۔

آیت نمبر ۱۹ پر حضور انور نے فرمایا کہ جس ساعۃ کے وہ منتظر ہیں وہ اچانک آنے والی ساعت نہیں جس میں ہر چیز کی صف لپیٹ دی جائے گی بلکہ اس ساعۃ کا تعلق اقتربت الساعة وانشق القمر سے ہے جس کی علامات ان لوگوں پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی تھیں۔ یعنی عربوں کے احیاءِ نو کے زمانے کی طرف اشارہ کرنے والی آیت ہے۔

آیت نمبر ۳۳ میں منافقوں کی مخفی دہریت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انہیں اللہ پر یقین نہیں تھا اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو بھی نہ مانتے تھے۔ کیونکہ مرض کی وجہ سے ان کے دل ٹیڑھے ہو چکے تھے۔ مرنے سے قبل ہدایت کے دروازے کھلے اور موقعہ موجود رہتا ہے۔ تبین کا مطلب ہے کہ وضاحت میں تو کوئی کمی نہ تھی۔ آنکھوں والوں کو دیکھ لینا چاہئے تھا۔

آیت نمبر ۳۴ میں اطیعُوا اللہَ واطیعُوا الرَّسولَ میں الرسول کے ساتھ اطیعوا اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ رسول صاحب امر ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ محمدؐ کی ہر آیت کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید میں بیان کی گئی ایسی ہی دیگر آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔

جمعرات، ۲۳/ جولائی ۱۹۹۸ء :

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۴۶ جو ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء کو براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر ہوئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۴/ جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب کی ملاقات کا دن تھا۔ اس کی کارروائی خلاصۃً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے:

☆...... آغاز اسلام کے وقت یروشلم قبلہ تھا اور بعد میں کعبہ قبلہ قرار دیا گیا تو شروع ہی سے کعبہ کو قبلہ کیوں قرار نہ دیا گیا؟۔ حضور انور نے فرمایا اسلام سے قبل اہل کتاب کا قبلہ یروشلم تھا اور آنحضرت ﷺ کا یہ اصول تھا کہ وحی کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے۔ آپ ہمیشہ قدیمی traditions پر عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے مناسب وقت میں بذریعہ الہام کعبہ کو قبلہ بنادیا۔

☆...... آبِ زمزم کی کیا خصوصیات ہیں؟ لوگ اسے امراض کی صحت کے لئے فائدہ مند ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کی رگڑ سے پانی کا نکل آنا معجزہ تھا۔ یہ واقعہ خدا تعالیٰ کے تصرف سے ہوا کہ صحیح وقت پر پانی پھوٹ پڑا۔ لوگوں نے اسے مختلف امراض کے لئے بطور علاج استعمال کرنا شروع کیا۔ جب تک وہ خالص رہا فائدہ دیتا رہا لیکن اب سعودی حکومت نے پہلے اس میں باہر سے بہت سا پانی ڈلوا کر بوتلیں بھر کر Commercialize کرتی ہے اور جب کوئی چیز Commercialize ہو جاتی ہے تو برکت کھو دیتی ہے۔ اس لئے صحت عطا کرنے والی Property جاتی رہی۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ جو لوگ اخلاص اور محبت کے ساتھ پانی Source سے لیتے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

☆...... جب انسانی نسل ختم ہو جائے گی تو کیا جبریلؑ کا کوئی Role رہ جائے گا؟ فرمایا جبریل لازوال ہے۔ خدا نے صرف یہی دنیا تو پیدا نہیں کی اور بھی بہت سی دنیائیں ہیں اس لئے جبریل کی فکر نہ کریں۔

☆...... لاطینی، یونانی اور کئی زبانیں معدوم ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں حضور کی کیا تنبیہ ہے؟ حضور نے فرمایا کئی نسلیں بھی تو ختم ہو چکی ہیں۔ یہی حال زبانوں کا بھی ہے۔ یہ ایک نارمل Procedure ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل عام نوعیت کے سوال بھی کئے گئے۔

☆...... کئی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ بطور عیسائی کے آئیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ مسلمان کے طور پر آئیں گے؟

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تسبیحات کو گنا نہ کرو تو پھر ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ بار کا کیا مطلب ہے؟

☆...... قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں ان سے کس طرح فائدہ اٹھائیں؟۔ ☆...... اسلام میں آرٹ کا کیا مقصد ہے؟۔ ☆...... کیا انسانی جسم میں حیوانی اعضاء مثلاً سؤر کا دل plant کیا جا سکتا ہے؟۔ ☆...... کیا تمام مذاہب نے پردہ کا حکم دیا تھا؟۔ ☆...... لفظ احمدؐ اور محمدؐ کی وضاحت فرمائیں؟

☆...... Aura سے کسی کی بیماری وغیرہ کا کیسے پتہ چل سکتا ہے۔ کیا حضور کو تجربہ ہے؟ حضور نے مفصل جواب ارشاد فرمایا۔

(امتہ المجید چوہدری)

☆......☆......☆

بقیہ اکرام ضیف از صفحہ ۲

کا خیال رکھتے تھے اس لئے ان کے لئے خاص طور پر اہتمام ہوتا۔ اور خود خواجہ صاحب بھی شب دیگ وغیرہ پکاتے رہتے۔ میرا مطلب ان واقعات کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اپنے مہمانوں اور خادموں کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ ایسا ہی حضرت مولوی شیر علی صاحب کی روایت ہے حضرت صاحبزادہ صاحب نے سیرت المہدی میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مولوی صاحب اور چند اور آدمی جن میں خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب بھی تھے حضرت اقدس کی ملاقات کو اندر مکان میں حاضر ہوئے۔ آپ نے خربوزے کھانے کو دیئے۔ اور مولوی صاحب کو ایک موٹا سا خربوزہ دیا اور فرمایا کہ اسے کھا کر دیکھیں کیسا ہے؟ پھر آپ ہی مسکرا کر فرمایا کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے پھیکا ہی ہوگا۔ چنانچہ وہ پھیکا ہی نکلا۔ یہ لطیفہ بھی بے تکلفی کی ایک شان اپنے اندر رکھتا ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

نجم الہند، بانی دارالعلوم علی گڑھ

سر سید احمد خان، کے سی ایس آئی

اور

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

(تاریخی حقائق اور شواہد کی روشنی میں)

مرزا خلیل احمد قمر، ربوہ

(دوسری قسط)

سر سید کے خیالات باطلہ کی تردید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ حکم و عدل تھے، آپ نے سر سید کے خیالات باطلہ کی "آئینہ کمالاتِ اسلام" مصنفہ ۱۸۹۲ء میں تردید فرمائی اور اسلام کو اصلی شکل و صورت میں پیش کیا۔ آپ نے سر سید احمد خان صاحب کا نام لے کر ان کے اوہام باطلہ کا رد کیا اور فرمایا:

"اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہر طاقت دکھا چکا ہے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے۔ جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵، حاشیہ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵)

برکات الدعا کی تصنیف

سر سید احمد خان صاحب نے رسالہ "الدعا والاستجابة" میں لکھا کہ استجابت دعا دراصل کوئی چیز نہیں فقط دل کی تسلی کا ہی دوسرا نام ہے۔ ورنہ دعا کا قبول ہونا بالکل بے معنی بات ہے۔ خدا اپنے کام سے غرض رکھتا ہے کسی کی دعائیں وغیرہ نہیں سنتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید کے رسالہ کے جواب میں "برکات الدعا" اپریل ۱۸۹۳ء میں تصنیف فرمائی۔ جس میں آپ نے ان کے پیش کردہ دلائل کو معقولی اور منقولی رنگ میں رد فرمایا اور خارجی وحی اور دعا کی قبولیت کے متعلق اپنا تجربہ بطور ثبوت پیش کیا اور اس میں وہ تمام طریقے تحریر فرمائے جن کے ذریعہ انسان اس مقام کو پا لیتا ہے جہاں بندہ کی دعائیں جناب الٰہی میں مستجاب ہوتی ہیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

"سید صاحب نے جو اپنے دوست حریف سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا ہے۔ سو میں نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ بھی سید صاحب کی کسی قدر میں ہی خدمت کر دوں کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے"۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۷)

اس کے بعد حضور نے تفسیر قرآن کے سات معیار بیان فرمائے ہیں۔

حضرت اقدس نے اس کتاب کے آخر میں ایک نظم لکھی اور سر سید کو دعوت دی کہ مجھ سے دعائے مستجاب کے نمونے دیکھ لو۔ ان نمونوں میں سے جو آپ نے سر سید احمد خان صاحب کے سامنے پیش کئے ایک نمونہ لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی بھی تھی۔

سر سیدؒ کے بارہ میں ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جب ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید احمد خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے اشتہار ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء میں شائع فرمایا:

سید احمد خان کے سی ایس آئی

"سو سید صاحب کی یہ غلطی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ کاش اگر وہ چالیس دن تک بھی میرے پاس رہ جاتے تو نئے اور پاک معلومات پا لیتے مگر اب شاید ہماری اور ان کی عالم آخرت میں ہی ملاقات ہوگی۔ افسوس کہ ایک نظر دیکھنا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ سید صاحب اس اشتہار کو غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض جو کچھ ہے یہی اشتہار ہے"۔ پھر فرمایا:

"آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں ایک پیشگوئی میں نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں آپ کی نسبت بھی کی تھی۔ کہ آپ کو اپنی عمر کے ایک حصہ میں ایک سخت غم و ہم پیش آئے گا اور اس پیشگوئی کے شائع ہونے سے آپ کے بعض احباب ناراض ہوئے تھے اور انہوں نے اخباروں میں رد چھپوایا تھا۔ مگر آپ کو معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی بھی بڑی ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی اور ایک دفعہ ناگہانی طور سے ایک شریر انسان کی خیانت سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے نقصان کا آپ کو صدمہ پہنچا۔ اس صدمہ کا اندازہ آپ کے دل کو معلوم ہوگا۔ کہ اس قدر مسلمانوں کا مال ضائع گیا۔ میرے ایک دوست مرزا خدا بخش صاحب مسٹر سید محمود صاحب نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ "اگر میں اس نقصان کے وقت علی گڑھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اس غم سے مر جاتے"۔ یہ بھی میرزا صاحب نے سنا کہ آپ نے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی۔ اور اس قدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہو گئی۔ سوائے سید صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں صریح ذکر ہے چاہو تو قبول کرو۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۴۰، ۳۴۱)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام کے قتل کے بعد ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک اور اشتہار بعنوان "لیکھرام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات"۔ شائع فرمایا جس میں لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی پر تفصیلی بحث فرمائی اس شتہار کے آخر پر آپ نے مزید نو پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی تھیں درج فرمائی ہیں۔ اس میں نمبر ۴ پر سید احمد خان صاحب کے بارہ میں پیشگوئی ان الفاظ میں درج ہے۔

"چہارم۔ چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی۔ کی نسبت خدا سے الہام پا کر اشتہار فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی کہ ان کو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔ اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپ کو کوئی ایسا صدمہ پہنچا ہے یا نہیں۔ جو معمولی ہم و غم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جان کو زیر و زبر کرنے والا ہو"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۶۱)

اس پیشگوئی کے بارے میں آپ نے ایک دفعہ سر سید کی وفات کے بعد بھی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

"میں نے سید احمد خان کو لکھا تھا کہ میں نے لیکھرام کے واسطے دعا کی تو خبر دی گئی کہ تیری دعا قبول ہو گئی اور خدا تعالیٰ اس کو ہیبت ناک موت سے مارے گا۔ یہی نمونہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارے دعویٰ کا ثبوت ہوا۔ اور اگر قبول ہو گئی تو تم اس عقیدہ سے توبہ کرنا اور وہ لیکھرام کی موت کو دیکھ کر فوت ہوا"۔

(ملفوظات جلد دوم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۳۲۵)

چندہ لینے کی کوشش

۶ر مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام کا قتل ہوا اور ۱۲ر مارچ کو حضور نے اس کی موت پر پیشگوئی پورا ہونے کا اشتہار شائع کیا جن دنوں میں یہ اشتہار زیر تکمیل تھا سر سید احمد خان صاحب حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کے ذریعے سلسلہ جنبانی کر رہے تھے۔

سلسلہ کے اولین مؤرخ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ سر سید احمد خان صاحب کے اس خط کا جو حضرت اقدس کے نام لکھا گیا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مجھے افسوس ہے کہ ایک قیمتی مکتوب جو سر سید نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا تھا جبکہ "برکات الدعا" اور "آئینہ کمالات اسلام" ان کو بھیجی گئی تھی۔ میرے پاس اس کی کاپی تھی لیکن اب ملتی نہیں اس میں سر سید نے لکھا تھا:

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ اوستاد ازل گفت ہماں میگویم

اور دعا کے لئے بھی درخواست کی تھی.........

سر سید چاہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے اغراض و مقاصد کے لئے کچھ چندہ دیں اور وہ اس چندہ کو نظیر قائم کر کے جماعت احمدیہ سے چندہ لیں۔ یہ تحریک حضرت حکیم الامت کے ذریعہ سے کی گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ سر سید کی راہنمائی کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور ان کی تفسیر کو حقیقت اسلام سے منافی بلکہ اس کے لئے مضر یقین کرتے تھے۔ آپ نے پسند نہ فرمایا کہ اس میں شریک ہوں۔ سر سید نے یہاں تک خواہش کی تھی کہ چار آنے ہی چندہ دے دیں۔ مگر حضرت جس چیز کو خدمت اسلام نہیں سمجھتے تھے اس میں آپ نے شرکت پسند نہ کی"۔ (حیات نور از شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

سر سید احمد خان صاحب پر اتمام حجت

سر سید احمد خان کی وفات ۲۲ر مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔ ان کی وفات سے تقریباً ایک سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید کے مذہبی معتقدات کے بارہ میں اتمام حجت کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "سراج منیر" مئی ۱۸۹۷ء میں شائع فرمائی جس میں حضور نے ۳۷ زبردست پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔ اس میں آتھم و لیکھرام سے متعلقہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا خاص طور پر تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس کے علاوہ خاص طور پر تین فتنے جو ظہور میں آئے اور جن کا ذکر براہین احمدیہ میں تھا ان کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی سے مندرجہ ذیل نو افراد کو قسم مؤکد بہ عذاب کھانے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

"کیا محمد حسین بٹالوی یا سید احمد خان صاحب کے۔ سی۔ ایس آئی۔ یا نذیر حسین دہلوی یا عبدالجبار غزنوی یا رشید احمد گنگوہی یا محمد بشیر بھوپالی یا غلام دستگیر قصوری یا عبداللہ ٹونکی پروفیسر لاہور یا محمد رئیس لدھیانہ قسم کھا سکتے ہیں.........اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں۔ میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اور اگر پوری ہو گئی ہیں تو اے خدائے قادر اکتالیس دن تک ہم پر عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور بلاواسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانے والی آگ کی طرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل نہ ہو تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا۔ اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھہروں گا"۔

"یاد رہے کہ میں نے سر سید احمد خان صاحب کا نام منکرین کی مد میں اس لئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل ہوتی ہے۔ اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ چونکہ

وہ بھی اب عمر کی منزل کو طے کر چکے ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ یورپ کے کورانہ خیالات کی پیروی کر کے اس غلطی کو قبر میں لے جائیں۔ اب گو وہ متوجہ نہ ہوں اور اس بات کو ٹھٹھے میں اڑائیں مگر میں نے تو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ میں پوچھا نہ جاؤں کہ ایک بندہ گم شدہ کو تم نے کیوں تبلیغ نہ کی"۔ (سراج منیر صفحہ ۵۶ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۵۸)

"چودھویں صدی والے بزرگ" کی توجہ اور سر سید احمد خان صاحب کے لئے قبولیت دعا کا تیسرا نمونہ

حسین کامی وائس قونصل ترکی لاہور آئے۔

احباب جماعت احمدیہ لاہور سے ملاقات کے بعد انہوں نے حضرت اقدس سے ملاقات کی تحریری درخواست دی۔ چنانچہ حسین کامی صاحب ۱۰یا ۱۱ مئی ۱۸۹۷ء کو نماز عشاء کے قریب قادیان پہنچے۔ دوسرے روز حضرت اقدس اپنے طریق کے خلاف ان کی درخواست پر تخلیہ میں ان سے ملے۔ انہوں نے سلطان ترکی کے لئے خاص دعا کی تحریک کی اور یہ کہ ترکی کے بارے میں آئندہ کے حالات سے مطلع کیا جائے۔ حضور پر جناب الٰہی نے اس کی منافقانہ کیفیت بے نقاب کر دی۔ حضور نے صاف صاف کہہ دیا کہ:

"سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں.......... توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۱۶)

حسین کامی کو حضور کی یہ بات بری لگی چنانچہ اس نے واپس جا کر اخبار "ناظم الہند" ۱۵ر مئی میں حضور کے خلاف ایک غضب آلود مراسلہ شائع کیا۔ اخبارات نے اسے خوب اچھالا اور بڑی کثرت سے اشتہارات شائع ہوئے۔ عوام کو یہ کہہ کر ورغلایا گیا کہ سلطان روم کی جو خلیفۃ المسلمین ہے توہین کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ جو تاریخ سلسلہ احمدیہ میں "چودھویں صدی کے بزرگ" کے نام سے مشہور ہوئے ایک مضمون لکھا۔ یہ بزرگ راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف دی گکھڑز تھے جو ایک عالم اور سرکار انگریزی میں اپنی قومی حیثیت اور عہدہ کے لحاظ سے ممتاز تھے۔ ۱۵ر جون کے اخبار میں یہ مضمون چھپا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلمات کہے گئے تھے۔ جب یہ اخبار حضرت اقدس کے حضور پڑھا گیا تو آپ کے قلب پر ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی اور بے ساختہ آپ کے منہ سے یہ شعر نکل گیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس دَرَد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

(یعنی جب خدا تعالیٰ کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو اس کے اندر خدا کے پاک بندوں پر طعن کی طرف میلان پیدا کر دیتا ہے)

اور آپ نے درد دل کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی کہ: "یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں اور کاذب ہوں اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے تعلق نہیں تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے جو بزرگ کے نام سے اسی اخبار میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آکر مجمع عام میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے.......... تب میں نے دعا کر دی اور یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک اس کا فیصلہ کرنا خدا تعالیٰ سے مانگا"۔ اشتہار ۲۵ر جون ۱۸۹۷ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۲۸)

چنانچہ اس بزرگ صاحب نے ۲۹ر اکتوبر ۱۸۹۷ء کو حضرت اقدس کی خدمت میں نہایت درجہ فروتنی سے خط لکھا:

"اس وقت تو میں ایک مجرم گنہگاروں کی طرح آپ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں۔ (مجھ کو حاضر ہونے میں بھی کچھ عذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہری حاضری سے معاف کئے جانے کا مستحق ہوں) شاید جولائی ۱۸۹۸ء سے پہلے حاضر ہی ہو جاؤں۔

امید کہ بارگاہ قدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لئے تحریک فرمائی جائے کہ نسی و لم نجد له عزما۔ قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمداً و جان بوجھ کر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے فاعفوا واصفحوا ان اللہ یحب المحسنین۔ میں ہوں حضور کا مجرم

(دستخط بزرگ)۔ راولپنڈی ۲۹ر اکتوبر ۱۸۹۷ء

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۸۰)

راجہ صاحب نے حضور کی خدمت میں یہ خط بھجوانے کے علاوہ اس کا خلاصہ اخبار "چودھویں صدی" ۸ر نومبر ۱۸۹۷ء میں بھی شائع کروا لیا۔ حضور اقدس نے اسے ۲۰ر نومبر ۱۸۹۷ء کو بذریعہ اشتہار شائع فرمایا اور یہ بھی تحریر فرمایا:

"خدا تعالیٰ اس بزرگ کی خطا کو معاف کرے اور اس سے راضی ہو۔ میں اس سے راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں۔ چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دعائے خیر کرے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۴۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخبار چودھویں صدی کے بزرگ کی توبہ کو قبولیت دعا کے ثبوت کے طور پر پیش کر کے ایک بار سر سید احمد خان کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

"اس تمام قصے کو لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت اور تمام حق کے طالبوں کے لئے یہ بھی ایک خدا کا نشان ہے اور جناب **سرسید احمد خان صاحب بالقابہ کے غور کرنے کے لئے یہ تیسرا نمونہ ہے**۔ کہ کیونکر اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہے سید صاحب موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہر ایک دعا منظور نہیں ہو سکتی بعض دعائیں منظور ہو جاتی ہیں مگر کاش سید صاحب کی پہلی تحریریں اس آخری تحریر کے مطابق ہوتیں"۔

کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۲)

سر سید احمد خان کا نام بطور گواہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مشہور مقدمہ اقدام قتل جو کہ پادری ہنری مارٹن کلارک نے دائر کیا تھا اس مقدمہ کا آغاز یکم اگست ۱۸۹۷ء کو ہوا۔ جس میں عبدالحمید نامی شخص کی نسبت یہ بتایا گیا تھا کہ اس کو حضرت مرزا صاحب نے پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ ۲۳ر اگست ۱۸۹۷ء کو ہوا۔ حضرت اقدس کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کپتان ڈگلس نے صاف طور پر بری قرار دیا تھا۔

اس مقدمہ کے متعلق حضور نے سر سید احمد خان صاحب کو اپنی طرف سے صفائی کا گواہ ٹھہرا لیا تھا۔ حضور اس بارہ میں کشف الغطاء میں تحریر فرماتے ہیں:

"سید احمد خان صاحب خوب جانتے ہیں کہ کس قدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوں اور امن پسند انسان ہوں اس لئے میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں سید احمد صاحب کو اپنی صفائی کا گواہ لکھوایا تھا"۔

(کشف الغطاء روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۰ حاشیہ)

اسی طرح حضرت اقدس نے کشف الغطاء جو آپؑ نے ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو شائع فرمائی میں سر سید احمد خان صاحب کی ایک تحریر اپنی تائید میں شائع فرمائی۔ اس میں سر سید نے حضور کے بعض خیالات کی پرزور تائید کی تھی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"سر سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویہ کو بدل پسند کیا ہے۔ چنانچہ حاشیہ میں ان کے کلمات درج کرتا ہوں:

"مرزا غلام احمد قادیانی"

مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵ر جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت لطیف عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے اس لئے ہم اس فقرہ کو اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقائق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔

اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پرامن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں، ان کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کاروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں۔ لعنة الله على المنافقين۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہی ہے جو ہمارے دل میں ہے"۔ (علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ر جولائی ۱۸۹۷ء۔ کشف الغطاء روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے سالانہ جلسوں میں ۱۸۹۷ء کا جلسہ سالانہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جو ۲۵ر دسمبر سے ۳۱ر دسمبر ۱۸۹۷ء تک جاری رہا۔ جس میں حضور نے ۲۵ر دسمبر، ۲۸ر دسمبر اور ۳۰ر دسمبر تین تقاریر ارشاد فرمائیں جو تعلیم و تربیت کے بہت سارے پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھیں۔ حضور نے اپنے دوسری تقریر فرمودہ ۲۸ر دسمبر میں اسلام کی برتری، الہام کی ضرورت، قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کے بے مثل معجزہ ہونے پر مدلل طور پر ثابت کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا:

"پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو۔ اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے کہ جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ اُن علوم کو اسلام کے تابع کرتے الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل ہو گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔

بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں پادریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے رسوم اسلام کا پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اسلام کو دور چھوڑ دیتا ہے۔ اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے۔ اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے کہ علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میرا ایمان یہی کہتا ہے کہ اس دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی یہی وجہ ہے جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی فلسفی یا ہیئت دانوں کی طرف سے اسلام پر ہوتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے یا ان کا جواب دینے کے لئے اسلام اور آسمانی نور کو

عاجز سمجھ کر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مجیب قرآن کریم کے مطالب اور مقاصد سے کہیں دور جا پڑتے ہیں۔ اور الحاد کا ایک چھپا ہوا پردہ اپنے دل پر ڈال دیتے ہیں جو ایک وقت آ کر اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل نہ کرے تو دہریت کا جامہ پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

آج کل کے تعلیمیافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آ کر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مس نہیں ہوتا پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۳،۴۲ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تقریر میں سید احمد خان صاحب کا نام لے کر ان کے غلط مذہبی عقائد کا سختی سے رد کرتے ہوئے فرمایا:

"آج کل کے نیچری نہیں بلکہ وہ لوگ جو خلاف نیچر ہیں یہ نہیں مانتے کہ فصاحت و بلاغت قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ سید احمد نے بھی ٹھوکر کھائی ہے اور وہ اس کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ نہیں مانتے۔ سید صاحب کسی طور سے معجزہ نہیں مان سکتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ایک معمولی درجے کا آدمی یا اعلیٰ درجہ کا آدمی بھی نظیر بنا سکتا ہے لمر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ قرآن مجید لانے لا وہ شان رکھتا ہے کہ یَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ مَة(البینہ: ۳،۴)۔ ایسی کتاب جس میں ساری کتابیں اور لری صداقتیں موجود ہیں۔ کتاب سے مراد وہ عام فہم وہ عمدہ تیں ہیں جو بالطبع انسان قابل تقلید سمجھتا ہے۔

قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور وہ لب ویابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ب امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں سامان اس کے اندر موجود ہے وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور یت ہے۔ اگر کوئی اس امر کا انکار کرے تو ہم ہر پہلو سے ں کا اعجاز ثابت کرنے اور دکھانے کو تیار ہیں"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۲،۵۱ جدید ایڈیشن)

سرسید کی سیاسی سوجھ بوجھ کی تعریف

۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے ایک نہایت ندی اور دلآزار کتاب "امہات المومنین" شائع کی۔ جس یں آنحضرت ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کی شان یں سخت توہین آمیز اور دلوں کو دکھا دینے والا مواد تھا۔ اس تاب کی اشاعت سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا۔ مسلم

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

☆ ☆ ☆

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

انجمنوں نے اس کا جواب لکھنے کی بجائے گورنمنٹ کی خدمت میں اس کتاب کو ضبط کرنے کے لئے میموریل بھجوائے جو آخر گورنمنٹ نے ادا کر دئے۔ حضرت اقدس نے میموریل بھجوانے کو ناپسند فرمایا بلکہ اس کتاب کا جامع جواب لکھنے کی ضرورت بیان فرمائی۔ اس سلسلہ میں آپ نے سر سید احمد خان صاحب کی وفات کے بعد مئی ۱۸۹۸ء میں "کتاب البلاغ" تالیف فرمائی جس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

سر سید احمد خان صاحب بالقابہ کس قدر اس محسن گورنمنٹ کے خیر خواہ تھے اور کس قدر گورنمنٹ عالیہ کے منشا سے بھی واقف تھے اور کس قدر وہ اس بات کو چاہتے تھے کہ ایسے امور سے دور رہیں جو گورنمنٹ کی منشاء کے برخلاف ہیں۔ بایں ہمہ وہ ہمیشہ مذہبی امور میں بھی لگے رہے اور نہ صرف پادریوں کے اعتراضات کے جواب دئے بلکہ الہ آباد کے ایک لاٹ صاحب کی کتاب کا انہوں نے رد لکھا جو بڑا نازک کام اور ہنٹر کے الزامات کا بھی جواب دیا اور پھر موت کے دنوں کے قریب اس کتاب امہات المومنین کے کسی قدر حصے کا جواب لکھ گئے جو علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں رسالہ جلد ۶ شمارہ اپریل ۱۸۹۸ء میں چھپ بھی گیا ہے ہاں چونکہ وہ دانشمند اور حقیقت شناس تھے اس لئے انہوں نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی فضول میموریل کبھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہیں بھیجا جیسا کہ اب لاہور (انجمن حمایت اسلام۔ ناقل) سے بھیجا گیا ہے بلکہ اب بھی جب ان کو امہات المومنین کے مضامین پر اطلاع ہوئے تو صرف رد لکھنا پسند فرمایا۔

سید صاحب تینوں باتوں میں میرے موافق رہے۔ اول، حضرت عیسیٰ کی وفات کے مسئلہ میں۔ دوم، جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا کہ سلطان روم کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے حقوق ہم پر غالب ہیں تو سید صاحب نے میرے اس مضمون کی تصدیق کی اور لکھا کہ سب کو اس کی پیروی کرنی چاہئے۔ سوم، اسی کتاب امہات المومنین کی نسبت ان کی یہی رائے تھی کہ اس کا رد لکھنا چاہئے میموریل نہ بھیجا جائے کیونکہ سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے رد لکھنے کو اس پر ترجیح دی۔ کاش آج سید صاحب زندہ ہوتے تو میری اس رائے کی ضرور کھلی کھلی تائید کرتے۔ بہر حال ایسے امور میں عام معزز مسلمانوں کے لئے سید صاحب مرحوم کا یہ کام ایک اسوۂ حسنہ ہے جس کے نمونہ پر ضرور چلنا چاہئے۔ اور بلاشبہ یہ طریق عمل سید صاحب کا کہ آپ نے امہات المومنین کا رد لکھنا مناسب سمجھا اور کوئی میموریل گورنمنٹ میں نہ بھیجا یہ درحقیقت ہماری رائے کی تصدیق ہے جو سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے لوگوں کے سامنے رکھ دی۔

(البلاغ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۱،۴۰۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید احمد خان کی مسلمانان ہند کی سیاسی اور تعلیمی خدمات کے متعلق تحریر فرمایا:

"سر سید احمد خان بالقابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا۔ انہوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا رد لکھنا بہت ضروری سمجھا اور میموریل بھیجنے کی طرف ہرگز التفات نہ کیا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج میری ہی رائے کی تائید کرتے جیسا کہ انہوں نے سلطان روم کے بارے میں صرف میری ہی رائے کی تائید کی تھی۔ اور مخالفانہ راؤں کو بہت ناپسند اور قابل اعتراض قرار دیا تھا۔ اب ہم اس بزرگ پولیٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں کہ تا کہ وہ بھی ہم سے مل کر اس انجمن کی شتاب کاری پر رو دیں۔ سچ ہے:

قدر مردان بعد از مُردن"

(البلاغ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۵)

خدا اُن پر رحم کرے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں سر سید احمد خان صاحب کے بارے میں اپنی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا ستر واں نشان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

"اور پیشگوئی اشتہار ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء سے جو سر سید احمد خان کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کی نسبت میں نے کی تھی اس پیشگوئی اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔ جو اس وقت مشتہر ہو کر ہزاروں انسانوں میں شائع ہو گئی تھی جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کو کئی قسم کی بلائیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور وہ ایک عظیم الشان مالی نقصان اٹھا کر بڑی تلخی کے ساتھ اس دنیا سے گزرے۔ اور میں نے صدہا انسانوں کے روبرو جوان میں سے بہت سے اب تک زندہ موجود ہیں اس کشف کو ظاہر کر دیا تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ سید صاحب موصوف بعض سخت تکالیف اٹھا کر بعد اس کے جلد تر اس عالم ناپائیدار سے گزر جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور بعض اولاد کی موت کا بھی حادثہ انہوں نے دیکھا اور سب سے زیادہ یہ کہ ایک شر پسند ہندو کی خیانت کی وجہ سے اس قدر مالی نقصان ان کو اٹھانا پڑا کہ وہ سخت غم کا صدمہ ان کی اندرونی قوتوں کو یکدفعہ سلب کر گیا...... غرض سید احمد خان صاحب کی موت بھی آخر کمزوری کی وجہ سے ہوئی خدا ان پر رحم کرے"۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن نمبر ۱۵ صفحہ ۳۶۳ تا ۳۶۸)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید احمد خان صاحب کا ذکر بار بار فرمایا ہے۔ آپ جہاں سر سید کی سیاسی خدمات کے معترف رہے اور ان کو پولیٹیکل معالج شناس، بزرگ بہادر اور زیرک انسان قرار دیتے رہے وہیں پر آپ نے سر سید احمد کے غیر اسلامی خیالات کو بھی سختی سے رد کیا۔ ان کو برہمو سماج کی ایک شاخ قرار دیا۔ براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، ملفوظات جلد اول میں جا بجا ان کے غلط خیالات کی اصلاح و تردید فرمائی اور ان پر اتمام حجت کی غرض سے ان کے بارے میں ایک پیشگوئی بھی فرمائی جو کہ پوری شان سے ظہور میں آئی اور حقیقت حال یہی ہے کہ سر سید کی ساری شہرت اور نیک نامی ان کی سیاسی خدمات کی وجہ سے ہے۔ ان کے مذہبی نظریات کو کبھی بھی کسی نے صحیح قرار نہیں دیا۔ ہم حضور کے آخری فقرہ جو کہ حضور نے سر سید کی وفات کے بعد ارشاد فرمایا وہ یوں تھا، "خدا ان پر رحم فرمائے"۔ اللہ تعالیٰ ان کی غفلتوں کو معاف فرمائے اور ان کے نیک کاموں کا اجر ان کو عطا کرے۔

☆......☆......☆

اعلان نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱ر جولائی ۱۹۹۸ء کو مسجد فضل سے ملحقہ نصرت ہال لندن میں حسب ذیل دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

پہلا نکاح مکرمہ سلیمہ صاحبہ آف فرانس کا مکرم خالد احمد یداللہ بھنو صاحب ابن ناصر احمد یداللہ بھنو صاحب کے ساتھ طے پایا ہے۔ جبکہ دوسرا نکاح مکرمہ یاسمین احمد صاحبہ بنت مشتاق احمد صاحب آف سکاٹ لینڈ کا مکرم ڈاکٹر عمران احمد صاحب ابن نصیر احمد صاحب کے ساتھ طے پایا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس موقع پر مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد مختصر خطبہ نکاح میں فرمایا کہ عزیزہ سلیمہ کے نکاح کا اعلان میں خاص طور پر اس لئے کر رہا ہوں کہ وہ اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی خاص محبت رکھتی ہے۔ اور یہی اس کی خدا سے محبت ہے جس نے اس کی اسلام احمدیت کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ایک دفعہ اس نے مجھے ٹی وی پر دیکھا اور فیصلہ کیا کہ یہ وہ آدمی ہے جو میری خدا کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کو یاد ہوگا کہ حضور انور نے اس سے قبل اپنی بعض مجالس میں اس نیک سیرت بچی کا تعارف کرواتے ہوئے بہت پیارے الفاظ میں ذکر فرمایا تھا۔ انکے قبول احمدیت کی وجہ سے انکے والدین نے ان سے تعلق منقطع کر لیا ہے لیکن یہ خدا کے فضل سے ثبات قدم کے ساتھ اپنی دینی، علمی و روحانی ترقی میں کوشاں ہیں)۔

حضور انور نے فرمایا اس لئے میں ایک باپ کی حیثیت سے بھی اور دیگر تمام حیثیتوں سے بھی اسے آج رخصت کر رہا ہوں کیونکہ ان کی فیملی نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ الحمدللہ مجھے اس بچی کے لئے بہت ہی مناسب حال رشتہ ملا ہے۔ یہ ساری فیملی بہت مخلص ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جس نے اس رشتہ کی طرف میری توجہ کو منتقل فرمایا۔

خطبہ نکاح کے بعد حضور انور نے ہر دو نکاحوں کا ایجاب و قبول کروایا۔ اور پھر نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ عزیزہ سلیمہ کی رخصتی بھی اس موقعہ پر عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتے بہت بابرکت فرمائے۔......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

محترم بشیر الدین الہ دین صاحب

محترم سیٹھ ابراہیم بھائی الہ دین صاحب کو خلافت ثانیہ کے دور میں قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی تھی- ۳۰/جنوری ۲۲ء کو آپ کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی جس کا نام حضرت مصلح موعودؓ نے بشیر الدین تجویز فرمایا-

محترم بشیر الدین الہ دین صاحب عہد طفولیت میں ہی والدین کے سایہ سے محروم ہوگئے چنانچہ سارے بہن بھائی اپنے نانا کی زیر کفالت آگئے- گیارہ سال کی عمر میں آپ کو بغرض تعلیم قادیان دارالامان بھجوادیا گیا جہاں آپ نے دسویں تک تعلیم حاصل کی- آپ اردو، عربی، انگریزی اور ریاضی میں بہت مشاق تھے- پھر اسٹار بون میل میں ملازمت کرلی- ۴۵ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نکاح پڑھایا- ۶۱ء میں آپ کی دوسری شادی ہوئی-

محترم بشیر الدین الہ دین صاحب نمازیں خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے، فجر کے بعد پابندی سے قرآن کی تلاوت کرتے، دو دو گھنٹے رات کو نوافل ادا کرتے اور اہتمام کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتے، قرآن کے کئی دور کرتے اور اعتکاف بیٹھتے- آپ کو ادعیۃ القرآن، ادعیۃ المسیح الموعودؑ اور عربی قصیدہ وغیرہ تقریباً مکمل حفظ تھے جنہیں آپ فجر کے بعد یا عصر کے بعد ایک ڈیڑھ گھنٹے تک ٹہلتے ہوئے پڑھتے رہتے- آپ جب بھی رسول کریم ﷺ کی زندگی کے واقعات بیان کرتے تو آواز رُندھ جاتی اور چشم پُر آب ہوجاتے- حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا کئی کئی بار مطالعہ کیا- داعی الی اللہ تھے اور زیر تبلیغ افراد کو گھر پر بھی بلاتے- عرصہ دراز تک جماعت احمدیہ سکندر آباد کے قائد خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری تبلیغ و تربیت کے فرائض بجالاتے رہے- ۸۶ء میں آپ نے "محامد خاتم النبیین ﷺ" کے نام سے عشق رسولؐ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات اکٹھے کئے- ۸۸ء میں "خدا کی قسم" کے عنوان سے حضور علیہ السلام کی وہ تحریرات اکٹھی کیں جہاں حضورؑ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھائی ہے- مالی قربانی میں بھی حصہ لیتے- آپ نے اپنی وفات (دسمبر ۹۷ء) تک وصیت کا تمام حساب صاف رکھا ہوا تھا-

چونکہ آپکے خاندان میں احمدیت کی شروعات آپ کے والد محترم سیٹھ ابراہیم الہ دین صاحب سے ہوئی تھی اس لئے آپ نے خود بھی "الہ دین" کا لاحقہ ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ لگایا اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی- محترم بشیر الدین الہ دین صاحب کا تفصیلی ذکر خیر ہفت روزہ "بدر" ۱۹/فروری ۹۸ء میں آپ کی بیٹی مکرمہ منصورہ الہ دین صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

نینواہ (NINVEH)

مشہور ماہر آثار قدیمہ ہنری لیئرڈ نے ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۰ء کے سالوں میں موصل (عراق) کے گرد و نواح میں قدیم آشوری (Assyrian) تہذیب کے کھنڈرات پر کام کیا تھا- آپ نے دو سالوں میں اتنے وسیع پیمانے پر نئی دریافتیں کیں کہ گویا یہ تباہ شدہ بستیاں دوبارہ پلٹ آئی ہوں- نینواہ کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۱/فروری ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

شمالی میسوپوٹیمیا میں آباد آشور کی تہذیب، قدیم تاریخ میں ایک مقام رکھتی ہے- تیرہویں صدی قبل مسیح سے ساتویں صدی عیسوی تک یہ مملکت اپنے علاقے کی ایک مضبوط طاقت تھی جس کی سرحدیں مسلسل فتوحات سے بحیرہ روم سے مصر تک اور خلیج فارس سے بابل تک پھیلی ہوئی تھیں اور اس کے بادشاہ اسرائیل سے خراج وصول کرتے تھے- اس وسیع سلطنت کا دارالحکومت اکثر نینواہ کا شہر رہا جو اپنی ترقی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھا- بائبل کے مطابق شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرنے میں تین دن لگ جاتے تھے- (اگرچہ محققین کے نزدیک بائبل کا یہ دعویٰ غلط ہے یا پھر مبہم ہے)- حضرت یونس علیہ السلام اسی شہر کی طرف مبعوث ہوئے- حضرت یونسؑ سے عذاب کی پیشگوئی سن کر اگرچہ اس شہر کے باسیوں نے تمسخر کا انداز اختیار کیا لیکن حضرت یونسؑ کی ہجرت کے بعد جب عذاب کے آثار دیکھے تو توبہ کرلی اور خدا تعالیٰ نے عذاب روک لیا- اس شہر کی آبادی بائبل میں یوں بیان کی گئی ہے "جس میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ ایسے ہیں جو اپنے بائیں اور داہنے ہاتھ میں امتیاز نہیں کر سکتے" (یوناہ باب ۴)- بالعموم حضرت یونس کی بعثت نویں صدی قبل مسیح میں سمجھی جاتی ہے-

مقامی لوگوں کی سینہ بسینہ منتقل ہونے والی روایات کے مطابق نینواہ کا شہر موصل کے بالکل قریب واقع تھا- اس مقام پر موجود دو ٹیلوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے نیچے نینواہ کے کھنڈرات موجود ہیں- ایک نبی یونس کا ٹیلہ کہلاتا تھا جبکہ دوسرا کویجک (Kouyunjik)- لیئرڈ نے کویجک کے مقام پر کھدائی کا کام شروع کیا- کئی دن کی کھدائی کے بعد یہ معلوم ہوگیا کہ اس عمارت کو نذر آتش کیا گیا تھا- عمارت کی طرز تعمیر باقی کھنڈرات کی طرح تھی یعنی کچی اینٹوں کی دیواریں اٹھانے کے بعد اوپر پتھر کی سلیں نصب کی گئی تھیں جن پر مختلف تاریخی مناظر کندہ تھے یعنی جنگ، آشور کی فتح اور لوٹ مار اور قتل و غارت کے مناظر، اور قدیم رسم الخط Cunelfor میں تحریر بھی موجود تھی- مستطیل کمرے کے صدر دروازے کے دونوں طرف ایسے بیل کے مجسمے دریافت ہوئے جس کا سر انسان کا تھا اور دھڑ پر دو بڑے بڑے پر لگے ہوئے تھے- کُل نو بڑے کمرے دریافت ہوئے-...... پھر برٹش میوزیم کی فراہم کردہ مالی امداد ختم ہوگئی اور کھنڈرات سے دریافت ہونے والے مجسمے اور تصاویر برطانیہ بھجوانے کے لئے بصرہ پہنچادیئے گئے- یہ علاقہ اس وقت ترکوں کے ماتحت تھا جن کے گورنر کو ان دریافتوں کے برطانیہ بھجوانے پر کوئی اعتراض نہ ہوا لیکن اُسے صرف اس بات سے دلچسپی تھی کہ کوئی سونے کی چیز ملی ہے یا نہیں-

نبی یونس کے ٹیلہ کی کھدائی وسیع طرز پر ممکن نہیں ہوسکی کیونکہ اس پر لوگ آباد تھے- تاہم یہاں سب سے زیادہ منفرد دریافت ایک وسیع لائبریری کی تھی جس میں موجود مٹی کی چھوٹی بڑی بائیس ہزار تختیوں پر مختلف موضوعات میں تحریریں موجود تھیں- بیشتر تحریروں کا تعلق ساتویں صدی قبل مسیح میں ایک بادشاہ آشر بنی پال کے عہد سے تھا- اس لائبریری سے آشور اور نینواہ کے متعلق وسیع معلومات حاصل ہوئیں- ان تختیوں کا پڑھنے کا عمل آج بھی جاری ہے- اکثر تختیوں میں جنگوں میں آشوری فوجوں کی اذیت پسندی اور بے رحمی کو دکھایا گیا ہے- بارہ تختیوں پر بہت بڑے عالمی طوفان کی کہانی درج ہے- مذہباً آشور کے لوگ ہر قسم کے شرک میں مبتلا تھے- تحریروں میں ملنے والے توہماتی عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ نینواہ کے لوگ توحید کی نعمت پانے کے بعد زیادہ دیر تک اس پر قائم نہیں رہ سکے تھے-

نینواہ کے اردگرد کچی اینٹوں کی بہت بلند اور بہت چوڑی فصیل تھی جس پر کئی گیٹ نصب تھے- معلوم ہوتا ہے کہ شہر کا بڑا حصہ فصیل کے اندر واقع تھا چنانچہ جب دشمن کی فوجوں نے نینواہ کا طویل عرصہ تک محاصرہ کئے رکھا تو شہر ان سے محفوظ رہا- فصیل کا کُل محیط آٹھ میل سے بھی کم ہے- گویا اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانے کے لئے محض چند گھنٹے درکار ہیں-

ایک وقت ایسا آیا کہ آشور کی سلطنت اپنے ظلم و ستم کے باعث ایسے مرحلہ پر پہنچ گئی کہ اس میں بسنے والے زیادہ تر محکوم تھے نہ کہ ہموطن اور اس کی سرحدوں پر خائف ہمسائے تھے نہ کہ اتحادی- ایسے میں بائبل کے پرانے عہدنامہ میں درج یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ :

"اور اسور کو نیست کرے گا اور نینواہ کو ویران اور بیابان کی مانند خشک کردے گا اور جنگلی جانور اس میں لیٹیں گے ...... یہ وہ شادمان شہر ہے جو بے فکر تھا- جس نے دل میں کہا کہ میں ہوں اور میرے سوا دوسرا کوئی نہیں...... اس سرکش و ناپاک و ظالم شہر پر افسوس"- (صفنیاہ باب ۲، ۳)-

آخر ساتویں صدی قبل مسیح میں بابل اور مید کے بادشاہوں نے مشترکہ طور پر نینواہ پر حملہ کیا اور ایک طویل محاصرہ کے بعد شہر فتح کرلیا- پورا شہر نذر آتش کردیا گیا اور اس قوم کی فوجی قوت اور شان و شوکت کی صف ہمیشہ کے لئے لپیٹ دی گئی-

-......☆......☆......☆......-

مکرم صوفی غلام رسول صاحب

آپ کا نام تو غلام رسول تھا لیکن طبیعت کی سادگی اور مذہبی لگاؤ کی وجہ سے "صوفی" بھی نام کا حصہ بن گیا- آپ کا آبائی وطن گورداسپور تھا جہاں ایک معمولی سا زرعی رقبہ تھا جو دریا برد ہوگیا تو اس کے عوض ایک چھوٹا سا زرعی رقبہ ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں میں مل گیا جس پر آپ نے محنت شروع کردی- اسی گاؤں میں محترم کیپٹن ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی رہائش پذیر تھے جو ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے- آپ دونوں کی مذہبی گفتگو ہوتی رہتی تھی اور بعض اوقات اس طرح بھی ہوتا کہ مکرم صوفی صاحب اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی ساتھ ساتھ چلتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سنا رہے ہیں- آخر ۱۹۳۵ء میں مکرم صوفی صاحب نے قبول احمدیت کی سعادت پائی-

مکرم صوفی غلام رسول صاحب محض پرائمری پاس تھے لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ مربیان کی طرح دعوت الی اللہ کے جہاد میں مصروف ہوگئے- اور آپ کو تقریباً پچاس افراد کو آغوش احمدیت میں لانے کی توفیق ملی-

قبول احمدیت سے پہلے آپ کی دو شادیاں ہوچکی تھیں جن سے نو بچے (۴ لڑکے ۵ لڑکیاں) چھوٹی عمر میں ہی فوت ہوگئے تھے- قبول احمدیت کے بعد آپکے رشتہ داروں کی طرف سے بھی مشکلات پیدا کی گئیں لیکن آپ نے صبر اور دعاؤں سے یہ ابتلاء کا وقت گزارا- پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے سے نوازا جو اب اپنے علاقے میں طب کی پریکٹس کرتے ہیں- تین بیٹیاں بھی عطا ہوئیں-...... مکرم صوفی صاحب احمدیوں اور غیر از جماعت میں یکساں مقبول تھے- بڑے دعاگو بزرگ تھے- تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے- نماز فجر کے بعد بچوں اور بڑوں کو قرآن کریم پڑھاتے- چھ سال مقامی جماعت کے صدر بھی رہے- سادگی اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت سے صحت آخر تک اچھی رہی- ماہ رمضان ۹۸ء میں ۹۵ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی- آپ کا مختصر ذکر خیر مکرم انور ندیم علوی صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۱/فروری ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

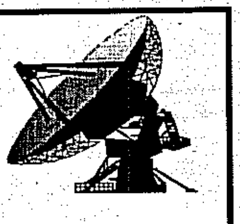

14/08/98 - 20/08/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 14th August 1998
20 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Yassarnal Quran Class No. 9
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.287
02.15 Quiz Programme: Part 53 'History of Ahmadiyyat'
02.55 Urdu Class With Hazur
04.00 Learning Arabic: No. 4
04.15 MTA Variety: Speech By Mujeeb ur Rehman Sahib
04.40 Homoeopathy Class - No.152 (R)
06.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner : Yassarnal Quran Class No. 9
07.10 Pushto Item: Darsul Hadith
07.25 Pushto Prog: Speech By Arshad Ahmad Khan Sahib
07.50 From the Archives: Haqeeqat ul Mehdi, "Tabarrukaat"
08.40 Liqa Ma'al Arab - Session No. 287, With Hazur
09.45 Urdu Class - With Hazur (R)
10.50 Computers for Everyone
11.25 Bengali Service : 10 Conditions for pledge of initiation & more....
12.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef.
13.00 Friday Sermon by Huzoor LIVE From Fazl Mosque London
14.05 Documentary
14.40 Rencontre Avec Les Francophones With French Speaking Guests
15.40 Liqaa Ma'al Arab: (New) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.50 Friday Sermon by Huzoor (R) Rec: 14.08.98 (London)
18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class (New) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.40 German Service
20.40 Children's Corner with Huzur
21.10 Medical Matters
21.45 Friday Sermon (R) Rec: 14.8.98
22.50 Rencontre Avec Les Francophones (R) With French Speaking Guests

Saturday 15th August 1998
21 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Hadith, News
00.35 Children's Class with Huzoor
01.10 Liqa Ma'al Arab with Hadhrat Khalifatul Masih IV (New)
02.15 Friday Sermon (R) Rec 14.08.98
03.15 Urdu Class : (New) With Hazur
04.20 Computers For Everyone Pt. 71
04.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: with Huzoor
07.20 Saraiky Programme: Quiz on Seerat un Nabi Atfal-ul-Ahmadiyya Pakistan & More...
08.05 Medical Matters (R)
08.35 MTA Variety : Zia ul Islam press Rabwah, Pakistan
09.05 Liqa Ma'al Arab (R)With Hazur
10.10 Urdu Class (R) With Hazur
11.20 MTA Variety: A meeting with Malik Salahuddin Sb (Qadian)
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 3
13.00 Indonesian Hour
14.05 Bengali Programme: National Ameer Sahib Jalsa Salana Chittagong & More........
15.05 Children Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (New)
16.10 Liqaa Ma'al Arab (New)
17.15 Tafseer ul Kabir: M. Adilbi Sb
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: (New) Rec 15.08.98
19.35 German Service
20.35 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Part 17 (Rabwah)
20.55 Q/A Session with Huzoor (21.10.95)
22.15 Children's Class. With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec.15.8.98
23.20 Learning Danish, No. 3

Sunday 16th August 1998
22 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Part 17 (Rabwah)
01.10 Liqa Ma'al Arab - With Hazur
02.15 Canadian Horizons
02.50 Urdu Class: (New) Rec 15.08.98
04.00 Learning Swedish - Lesson 3
04.50 Children's Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec:15.8.98
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News.
06.50 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Pt 17 (Rabwah)
07.10 Friday Sermon by Huzoor Rec : 14.08.98 (London)
08.15 Q/A Session with Huzoor : Rec 21.10.95 Final Part
09.30 Liqa Ma'al Arab - With Hazur
10.40 Urdu Class (New) With Hazur
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese, Lesson No. 91
13.10 Indonesian Hour
14.10 Bengali Service: Jalsa Seerat un Nabi & more.....................
15.10 Mulaqat with Huzoor With English speaking guests
16.15 Liqa Ma'al Arab (New)
17.25 Albanian Programme
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class: With Hazur
19.35 German Service
20.40 Children's Corner: Children's Workshop
21.00 MTA Variety - Waqfeen-e-Nau Islamabad
21.20 Dars-Ul-Quran: No. 3 with Huzoor. Rec: 2.01.98
22.35 MTA Variety: Hua Main teray fazlon ka munadi
23.10 Learning Chinese, Lesson No. 91
23.40 MTA Variety : Documentary by Syed Qamar Sulayman Ahmad

Monday 17th August 1998
23 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35 Children's Corner: Children's Workshop, No. 11
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.10 MTA USA: "Seekers of Truth"
03.10 Urdu Class: (New) Rec:11.07.98
04.15 Learning Chinese, Lesson No. 91
04.50 Mulaqat with Huzoor of English speaking guests: Rec 16.08.98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Workshop No 11
07.10 Dars-ul-Quran: No. 3 By Huzoor. Rec. 2.01.98
08.50 Liqaa Ma'al Arab With Hazur
10.00 Urdu Class (New) With Hazur
11.10 MTA Sports: Football Final : Rabwah vs Rawalpindi
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian - Lesson 69
13.05 Indonesian Hour: Sinar Islam & more..........
14.10 Bengali Programme: Waqfeen-e-Nau Programme & more...........
15.10 Homeopathy Class with Huzoor, Class No. 153
16.15 Liqa Ma'al Arab: With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.20 Turkish Programme: Medyadan Secmeler
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class With Hazur
19.35 German Service
20.35 Children's Corner
21.10 Rohani Khazaine: Part 3
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 153 (R)
23.10 Learning Norwegian, No. 69
23.35 MTA Variety : Speech by Ch. Shabir Ahmad Sb

Tuesday 18th August 1998
24 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.20 Liqaa Ma'al Arab With Hazur
02.25 MTA Sports: Football Final Rabwah vs Rawalpindi
03.10 Urdu Class: (R)
04.15 Learning Norwegian - No. 69
04.45 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson No. 153
06.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, (R)
07.20 Pushto Programme: Friday Sermon of Huzoor, Rec. 14.02.97
08.25 Islamic Teachings
09.00 Liqaa Ma'al Arab With Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.05 Urdu Class - (R) with Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.15 Medical Matters:
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No. 15
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of Huzoor Rec 11.07.97
14.05 Bengali Service.
15.05 Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV (New) Rec: 18.08.98
16.15 Liqa Ma'al Arab (R) with Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.20 Norwegian Programme: Part 1 Philosophy of Teachings of Islam
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.40 German Service
20.40 Children's Corner : Yassarnal Quran Class No. 10.
21.00 Children's Corner : Waqfeen-e-Nau Programme
21.40 Around The Globe - Hamari Kaenat No. 136
22.10 Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV. (New) Rec 18.08.98
23.15 Learning French Lesson No. 15

Wednesday 19th August 1998
25 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner : Yassarnal Quran Class Lesson No. 10
01.05 Liqaa Ma'al Arab With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.25 Medical Matters
03.00 Urdu Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.05 Learning French: Lesson No. 15
04.50 Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, (New) Rec 18.08.98
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Yassarnal Quran Class No. 10
07.05 Swahili Programme: Host: Abdul Basit Sahib
07.50 Around The Globe -Hamari Kaenat No. 136
08.20 M.T.A Variety: Speech By Maulana Sultan Mahmood Anwar Sahib
09.10 Liqaa Ma'al Arab, With Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.15 Urdu Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.20 MTA Variety: by Masood Ahmad Khan Delvi Sahib
11.50 Documentary
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German Lesson No. 1
13.05 Indonesian Hour: Dars Quran
14.00 Bengali Service: Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV. Rec 20.02.98
15.10 Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV. (New) Rec 19.08.98
16.15 Liqa Ma'al Arab, With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.20 French Programme
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.35 German Service
20.35 Children's Corner-Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
21.10 MTA Entertainment: Abaidullah Aleem kee yad main aik Takreeb
22.05 Tarjumatul Quran class with Hadhrat Khalifatul Masih IV. (New) Rec 19.08.98
23.10 Learning Languages: Learning German, Lesson No. 1

Thursday 20th August 1998
26 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor. (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: with Hazur
02.25 Canadian Desk: Tech Talk, No. 15
02.50 Urdu Class: With Hazur
04.05 Learning German, Lesson No. 1
04.45 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec 19.08.98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor (R)
07.10 Sindhi Programme: Friday Sermon with Huzoor (12.07.96)
08.10 MTA Entertainment: Abaidullah Aleem kee aik takreeb (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab With Hazur
10.15 Urdu Class, With Hazur
11.20 Quiz - History of Ahmadiyyat Part No. 53: Organised by Khuddamul Ahmadiyya Pakistan
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic Lesson No. 15
12.55 Indonesian Hour: Darsul Quran
14.00 Bengali Service
15.00 Homoeopathy Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV Class No. 154,
16.10 Liqa Ma'al Arab With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.15 Swedish Program
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.35 Urdu Class, With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.40 German Service
20.40 Children's Corner: Yassarnal Quran: Lesson No. 11
21.05 From The Archives: Tabarrukat Speech by Ch. Mohammad Zafarullah Khan Sahib J/S 1964 Rabwah
22.00 Homoeopathy Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV Class No. 154.
23.10 Learning Languages: Learning Arabic, No. 15
23.25 MTA Variety: Speech By Maulana Sultan Mahmud Anwar Sahib

....

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 | Friday, August 14, 1998 | No. 33

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

"براہین احمدیہ" کے خلاف سعودی عرب کا گمراہ کن اور شرمناک پراپیگنڈہ

انیسویں صدی عیسوی کے آخری ربع میں جبکہ برصغیر کے مسلمان آریہ سماج، دیو سماج اور سب سے بڑھ کر استعمار کے ایجنٹ پادریوں کی خوفناک یلغار سے گھبرا کر اسلام کا مرثیہ پڑھ چکے تھے، سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی شہرہ آفاق تصنیف "براہین احمدیہ" نے پوری جنگ کا رخ پلٹ دیا اور مسلمانان ہند کو ایک نیا جوش اور نیا ولولہ عطا ہوا وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اس دور کے چوٹی کے علماء، صوفیاء اور صحافیوں نے اس کتاب کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اسے اسلامی مدافعت کا زبردست شاہکار قرار دیا جس نے دشمنان اسلام کے چھکے چھڑا دئے اور ہندوستان کے سب مسلمانوں کو عیسائی بنانے اور مکہ معظمہ (دام اللہ برکاتہا) پر صلیبی جھنڈا لہرانے کا خواب (جسے امریکہ جیسی زبردست حکومت کی پشت پناہی میں ہنری بیروز جیسے معاند رسول دیکھ رہے تھے) پاش پاش ہو کے رہ گیا۔ اگر یہ کتاب منظر عام پر نہ آتی اور کاسر صلیب ظہور فرمانہ ہوتے تو متحدہ ہندوستان ہی نہیں ساری دنیا عیسائی مملکت میں بدل جاتی ۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں:

"غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے (یعنی حضرت مرزا صاحب نے۔ ناقل) تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا۔ ان کی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد وغبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دئے تھے غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں آج تک آرہی ہے"۔ (اخبار وکیل امرتسر ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ صفحہ ۱۔ زیرعنوان 'مرزا غلام احمد مرحوم')

یہ ہے وہ معرکہ آراء اور عظیم الشان کتاب جس کے متعلق سعودی عرب کی وزارت اسلامی امور و اوقاف ودعوت وارشاد ان دنوں یہ گمراہ کن اور شرمناک پراپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہے کہ "اس میں اسلامی نصوص کی تحریف وتبدیلی کی گئی ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ "جہاد" منسوخ ہو چکا ہے اور تمام مسلمانوں کو انگریزوں کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہئے"۔

(ملاحظہ ہو کتاب 'دین حق' مؤلفہ شیخ عبدالرحمن بن حماد آل عمر ۔ مترجم سعید احمد قمر الزمان نلشر وزارت اسلامی امور مملکت سعودی عرب۔ اشاعت ۱۴۱۸ھ / ۹۸-۱۹۹۷ء)

یاد رہے اس کتاب کے مؤلف شعبہ اسلامیات معہد المعلمین ریاض کے سابق استاذ ہیں اور یہ کتاب اس سال پاکستانی حاجیوں کو سرکاری تحفہ کے طور پر دی گئی ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجاماند مسلمانی

(جب کفر کعبہ سے اٹھے گا تو مسلمانی کہاں باقی رہ جائے گی)

☆......☆......☆

وہاڑی میں ملک نصیر احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

(پریس ڈیسک): پاکستان سے نہایت افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم ملک نصیر احمد صاحب کو وہاڑی میں شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تفصیلات کے مطابق ملک صاحب موصوف صبح کی نماز ادا کرنے کے لئے اپنی کار پر مسجد گئے۔ وہ گاڑی سے اترے ہی تھے کہ قاتلوں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ایک فائر ان کے سینے میں لگا جس سے وہ موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد قاتل ان کی گاڑی بھی لے گئے اور فرار ہو گئے۔ بعد میں آنے والے نمازیوں میں سے ان کے پوتے نے دادا کی نعش کو شناخت کیا۔

محترم ملک نصیر احمد صاحب ریٹائرڈ پولیس آفیسر تھے۔ اچھے متمول زمیندار تھے۔ کپاس کی آڑھت کا کاروبار تھا۔ علاقہ بھر میں بارسوخ اور وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ مرحوم کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔

مرحوم کی نعش وہاڑی سے ساڑھے چھ بجے شام ربوہ پہنچی۔ نماز مغرب کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے مسجد مبارک میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ جنازہ کے ہمراہ مرحوم کے دونوں بیٹے اور جماعت کے کافی دوست ربوہ آئے۔ بعد نماز جنازہ مرحوم کی تدفین عام قبرستان میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے پس ماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

☆......☆......☆

دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہے

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱ ر جولائی ۱۹۹۸ء از صفحہ اول

دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو اپنی طاقت کے مطابق اعمال بجالاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ آپ کی طاقت نیک اعمال سے بڑھتی رہے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب دنیا کو اللہ کی راہ کی طرف بلانا اور اس راہ پر چلنے میں ان کی مدد کرنا، انکی تعلیم و تربیت کر کے بے خدا انسانوں کو باخدا انسان بنا دینا یہ ایسا کام نہیں ہے جس کو کوئی قوم بھی مکمل طور پر سرانجام دے سکے اس لئے زبردستی اگر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو گے تو یہ کام تو ختم ہونے والا نہیں، اللہ تو نہیں تھکتا، تم تھک جاؤ گے ۔ اس لئے اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہی ہیں جو خواہ تھوڑے ہوں مگر ہمیشہ کے لئے کئے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق تھا کہ نگاہ رکھتے تھے کہ کوئی کمزور تھک نہ جائے اور کسی پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ حضور نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کی مختلف مثالیں بیان فرمائیں۔ آپؐ نے لوگوں کی سہولت کی خاطر نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ خود آپؐ موقعہ اور محل کے مطابق کبھی مختصر اور کبھی لمبے خطابات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث نبوی کا ذکر فرمایا جس میں ایسے اعمال کا ذکر ہے جن کے کرنے سے انسان جنت سے قریب ہوتا اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اور ان سب امور کا خلاصہ آپؐ نے بیان فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اسی طرح حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك کا ذکر بھی فرمایا اور اس کی تشریح بیان فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان ساری باتوں کو حرز جان بنانے کا ارادہ ہی نہ کریں، ان کو حرز جان بنالیں۔ اس جلسہ میں آپ کی طرف سے جو بھی رویہ ہو وہ انہی ہدایات کی روشنی میں ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو سن کر پھر ان پر عمل کرنے میں تاخیر کا فیصلہ جائز ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی کا اعتبار ہی نہیں۔ چونکہ ہمیں یقین نہیں کہ ہم کتنا لمبا عرصہ رہیں گے اس لئے نیک باتیں سننے کے بعد عمل میں تاخیر کا فیصلہ درست نہیں۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی سنایا جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کے باغ کو اعمال صالحہ کی نہر کے پانی سے سیراب کرو۔ ☆......☆......☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴ ر جولائی ۱۹۹۸ء از صفحہ اول

آنے والے مہمانوں کے حالات اور مزاج کے مطابق مختلف انتظامات کئے گئے ہیں مگر بنیادی طور پر اکرام کا حق ہر ایک کا ہے۔ حضور انور نے مختلف احادیث نبویہ کی روشنی میں بتایا کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔ جب کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی تکریم کرو۔ اسی طرح یہ بھی ایک سنت ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بیدار کیا جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں آپ نے نصیحت فرمائی ہے کہ ہر ایک مہمان سے خواہ اسے پہچانو یا نہ پہچانو عزت کا سلوک کرو۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو بھی عمومی نصائح فرمائیں۔ اور جماعتی انتظام کے تحت قیام کی مدت، قرض سے اجتناب، سلام کو رواج دینے، پردے کا خیال رکھنے، سر ڈھانپنے اور عورتوں اور بچوں کی تربیت، بازاروں میں جمگھٹے سے پرہیز، رستوں کے حقوق کی ادائیگی، صفائی کا خیال رکھنے، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے اور حفاظت سے متعلقہ امور پر تفصیل سے سمجھایا اور دعائیں کرنے کی طرف بھی خصوصیت سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ جو اعلیٰ توقعات نظام جماعت سے وابستہ ہو چکی ہیں ان کا خیال کریں۔ حضور نے دعا دی کہ اللہ ہمارے جلسہ کو خیر وعافیت سے گزارے اور ہر پہلو سے خوشکن ہو اور خوشیوں کی خبریں لے کر آپ لوگ واپس لوٹیں ☆......☆